رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

ظلمتیں کافور ہوجائینگی اکدن دیکھنا | عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | میں بھی اک نورانی چہرہ کے پرستاروں میں ہوں

ہفتہ میں دوبار شائع ہوتا ہے

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام مسیح موعود)

الفضل

چندہ مقامی خریداروں سے
ساڑھے چار روپے

مضامین بنام ایڈیٹر
اور
باقی تمام خط و کتابت بنام مینیجر الفضل
قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو

چندہ غیر ممالک سے
سات روپے

قیمت فی پرچہ ۱ آنہ

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی ۶۵)

جلد ۳ | ۱۵ جنوری سنہ ۱۹۱۶ء | یکشنبہ | مطابق ۹ ربیع الاول سنہ ۱۳۳۴ھ | نمبر ۸۰

مدینۃ المسیح علیہ السلام

آج کے اخبار میں ناظرین کرام کے لئے وہ مائدہ طیار کیا گیا ہے جسکی طرف ہر وقت انکی نگاہیں لگی رہتی ہیں یعنی قریباً تمام کا تمام اخبار حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے کلمات طیبات سے مملو ہے۔ جو امید ہے کہ احباب کی دیرینہ تشنگی کو دور کرنے کا باعث ہوگا۔ ہم آیندہ بھی خدا تعالےٰ سے توفیق چاہتے ہوئے یہ کہنے کی جرأت کرتے ہیں کہ احباب کی اس تشنہ کامی کو حتی الوسع پورا کرنے کی سعی کرینگے۔

فوتیدگی۔ جناب پیر افتخار احمد صاحب کی والدہ ماجدہ جو بہت ضعیف العمر تھیں۔ مورخہ ۱۳۔ جنوری ۱۹۱۶ء کو وفات پاگئیں۔ بیرونجات کے احباب جنازہ غائب پڑھیں اور مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کریں +

اخبار احمدیہ

رہتاس ضلع جہلم سے منشی گلاب الدین صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ یہاں کی جماعت کا جلسہ سالانہ کی شمولیت سے ایمان تازہ ہوا۔ سیدنا حضرت فضل عمرؓ خلیفۃ المسیح ثانی کے کلمات طیبات اور علمائے سلسلہ عالیہ کی تقاریر پُرتاثیر۔ کثرت انبوہ سے ارض حرم کا حسب ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام پورا پورا نظارہ۔ مینار پر گیس کی روشنی۔ انگریزی اور اردو میں پہلے سیپارہ کی حسب منشاء حضرت خلیفۃ المسیح ثانی اشاعت۔ گھر بیٹھے قرآن مجید پڑھ لینے کے لئے اسباق کا سلسلہ شروع ہو کر گھروں میں پہنچ جانا۔ زکوٰۃ کا رسالہ ہر ایک احمدی کے ہاتھ میں۔ ہر ایک احمدی میں تبلیغ کی ترغیب مردوں۔ عورتوں۔ بچوں تک پیدا ہونا وغیرہ وغیرہ سب سے زیادہ حسب ارشاد واجب الانقیاد خلیفۃ المسیح ثانی سب کا باجماعت نماز پڑھنا ایک ایسا نظارہ تھا کہ سوائے کعبہ شریف کے اسکی مثال ڈھونڈنا عبث ہے۔ ان ساری باتوں سے اچھی طرح ثابت ہوتا ہے کہ ایک امام کے ماتحت ہونیکے سوائے یہ برکات و انوار ہرگز ہرگز حاصل نہیں ہو سکتے۔ رہتاس والے تو یہ رباعی باآواز بلند پڑھ کر لوگوں کو سناتے ہیں۔ رباعی

قادیاں کو چھوڑ کے لاہو کو جائیں کیونکر
اور پیغامیوں کے جھانسوں میں آئیں کیونکر
مہبط و مظہر انوار خدا سے دل کو
خود غرض لوگوں کے کہنے سے ہٹائیں کیونکر

جنازہ غائب منشی صدر الدین صاحب احمدی راولپنڈی سے تحریر فرماتے ہیں کہ میرے بڑے بھائی کا لڑکا احمد خان صوبیدار میدان جنگ میں مارا گیا ہے۔ مرحوم بہت نیک اور پکا احمدی تھا۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں اور پسماندگان

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپکر شائع ہوا)

جنگ یورپ

روسی لڑائیاں۔ لنڈن ۱۰ جنوری۔ پیٹروگریڈ کا اعلان مظہر ہے کہ مغربی محاذ پر خاموشی طاری ہے۔ گلیشیا میں اور سرد تو دنشر کے مشرق کی طرف دشمن ہماری نیز اور شدید جارحانہ روش سے سخت نقصان اٹھا کر اور کھوئی ہوئی پوزیشنوں کو پھر سے حاصل کرنے کے لئے بے باکانہ لیکن بے سود کوششوں سے بے ترتیب ہو کر بالکل غیر سرگرم ہے۔

بلغاریوں کا ایک اطالوی تیر ول پر حملہ۔ لنڈن ۱۱ جنوری سنٹرل نیوز کا نامہ نگار مقیم ایمسٹرڈم رقمطراز ہے کہ بلغاریوں نے البانیا کی ساحل پر البیبا کے نزدیک ایک اطالوی تیر ول پر حملہ کیا ؛

جنگ بلقان۔ لنڈن ۱۰ جنوری۔ پیرس۔ مانٹی نیگرو کا ایک اعلان مظہر ہے کہ شدید لڑائی کے بعد دشمن نے توریاک پر قبضہ کر لیا۔ اور ہم لنیٹز کے بائیں طرف کی پوزیشنوں پر ہٹ آئے ؛

۱۱ جنوری۔ مانٹی نیگرو کا ایک اعلان مظہر ہے کہ اسک فرنٹ پر شدید جنگ جاری ہے جہاں اگرچہ دشمن کو سختی کے ساتھ چار بار پسپا کیا گیا۔ لیکن مانٹی نیگرو کی شہر بیرانے کو خالی کرنے پر مجبور ہوئے۔ رو گروا اور مور کا دانگے کے خلاف آسٹرویوں کی جارحانہ روش ناکام ہوئی لیکن توریاک کو واپس لینے کے بعد مونٹی نگرو کی دریائے کم کے بائیں کنارے پر ہٹ آنے کے لئے مجبور ہوئے۔ آسٹرویوں نے کئی دن تک مونٹ لووسین پر شدید حملہ کیا جنگی جہاز کٹارو کے قلعہ سے انکو مدد دی جاتی تھی چنانچہ گیس کی مدد سے وہ گکا اور سٹائز پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہوئے۔ لڑائی جاری ہے ؛

لنڈن ۱۱ جنوری۔ مونٹی نیگرو کا ایک اعلان مظہر ہے کہ تمام فرنٹوں پر مزید لڑائیاں ہوئیں۔ شمالی اور مشرقی فرنٹوں پر دشمن کو ہر جگہ پسپا کیا گیا۔ خاصکر بیر دینے اور گو دو کے نواح میں انکا بہت نقصان ہوا جہاں انکی دو کلدار توپیں چھین لی گئیں۔ ہرزی گونیا کے محاذ پر بھی لڑائی جاری ہے آسٹری ۲۲ بٹالین فوج اور ۸۰ توپیں اور کثیر تعداد کلدار توپیں لائے تھے۔ ان کے تمام حملے رد کئے گئے۔ سونٹ نوئے سین پر آسٹرویوں کا حملہ جاری ہے۔ ہم نے کک میں ایک اہم پوزیشن پر پھر سے قبضہ کر لیا تھا۔ لیکن اسے قائم نہ رکھ سکے ؛

جرمنوں کی ناکامیابی۔ لنڈن ۱۱ جنوری۔ پیرس۔ آج شام کا اعلان مظہر ہے کہ شمپین سے کو موصول شدہ خبروں سے اس خبر کی تصدیق ہوتی ہے کہ دشمن نے تین ڈویژن فوج سے ایک بھاری حملہ کیا تھا۔ لیکن ہماری خندقون کے مدافعت کرنے والے توپخانہ اور جوابی حملوں نے اسے بالکل بے سود بنا دیا۔ ہمارے جوابی حملون اور کل رات دستی گولوں کی لڑائی نے جرمنوں کو ان مقامات شاہدہ سے جن پر کہ وہ قابض تھے۔ نکال دیا۔ اب وہ صرف ایک چھوٹی سی سطتیل پر بڑی مشکل سے قابض ہے ہماری آتشباری نے خصوصاً توپخانہ کی آتشباری نے جرمنوں کو بہت سخت نقصان پہنچایا ہے ؛

ایک برٹش اسٹیمر غرق۔ لنڈن ۱۱ جنوری۔ مالٹا سے لائیڈ کی ایک تار خبر مظہر ہے کہ ۳۰ دسمبر کو بعد دوپہر برٹش تجارتی سٹیمر کلین میک نارلین غرق کر دیا گیا۔ چیف اور دوئم افسر چیف اور دوئم۔ چہارم اور تھرڈ انجنیئر اور ۱۸ لشکری بچائے گئے۔ اور آج مالٹا میں اتار دیئے گئے ؛

تخلیہ گیلی پولی۔ (لنڈن ۹ جنوری) گیلی پولی پورے طور پر خالی کر دیا گیا۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ جنرل منرو رپورٹ کرتے ہیں کہ مکمل تخلیہ گیلی پولی پوری کامیابی سے عمل میں لایا گیا۔ تمام توپیں اور ہاوزر توپین آنے سے پیشتر اڑا دیگئیں صرف ایک برٹش سپاہی زخمی ہوا۔ فرانسیسیوں کا کوئی نقصان جان نہیں ہوا جنرل منرو صاحب بیان کرتے ہیں کہ یہ مشکل کام جنرل برڈوڈ اور جنرل ڈیویٹر کے باعث اور اس نہایت مشکل کام میں سر ایجی ڈی کی مدد سے کامیابی سرانجام دیا گیا ہے۔

فارس میں روسی فتح (لنڈن ۱۰ جنوری) طہران روسیون کو ایک اور بھاری فتح حاصل ہوئی ہے۔ اور انہوں نے الہ آباد میں باغیون کی ایک کثیر تعداد فوج کو شکست دی ہے قیدیوں میں دو جرمن افسر بھی ہیں روسی افواج کے کمانڈنگ جنرل سے شاہ ایران نے بڑی خوش خلقی سے ملاقات کی ؛

برٹش اور فرانسیسی قونصلوں کی گرفتاری (لنڈن ۹ جنوری ایمسٹرڈم۔ سالونیکا میں قونصلون کی گرفتاری کے انتقام میں ٹرکی نے قسطنطنیہ میں برٹش اور فرانسیسی سفارتوں کے بقایا افسرون کی گرفتاری کا حکم صادر کیا ہے اور سالونیکا میں دیگر ترکون کی گرفتاری کے انتقام میں دول اتحاد کی رعایا کے ایک ہزار افراد کو نظر بند کیا ہے ؛

تخلیہ گیلی پولی کے متعلق مسٹر ایسکوئتھ کی تقریر لنڈن ۱۰ جنوری ہوس آف کامنز میں مسٹر ایسکوئتھ نے دوس ہیلیز سے بغیر ایک جان کا بھی نقصان اٹھائے ہٹ آنے پر اظہار اطمینان کیا چھوڑی ہوئی گیارہ توپوں میں سے ۱۰ ناکارہ شدہ ۱۵ پونڈ کے گولے کی توپیں تھیں۔ اب یہ بالکل کام نہ دسکتی تھیں۔ تمام سامان اور بیز د سامان بار و جو وہان سے نکالا نہ جا سکا جلا دیا گیا۔ یہ کارروائی اور سو دلا سے واپسی کی کارروائی بری اور بحری افواج کی تاریخ میں لاثانی واقعات ہیں۔ اور یہ ایسی کامیابیاں ہیں جن پر کہ دونو صیغون کے کمانڈر افسر اور سپاہی بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں۔ گیلی پولی سے واپسی شاہ اور ملک کے بہت اطمینان کا باعث ہوئی۔ اور ہمارے قومی تاریخ میں ایک دائمی یادگار رہیگی حضور ملک معظم کی خدمت میں سفارش کی جائیگی۔ کہ جنرل منرو امیر البحر ر دبیک اور دیس جنرلان کرڈوڈ۔ ڈیونیر۔ اور دیگر افسرون کی خدمات کا خاص طور پر اعتراف کیا جائے ؛

متفرق خبرین

مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی کا انتقال۔ مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی جو فرقہ چکڑالوی کا موجد تھا۔ ۲۰ دسمبر ۱۹۱۵ء کو موضع ناروجیل علاقہ ڈیرہ اسمٰعیل خان میں بعارضہ بخار و اسہال انتقال کر گیا ہے ؛

ریاست جموں میں ڈاکہ۔ موضع بال سیال واقعہ علاقہ ریاست جموں میں جو میرپور سے دس میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ایک متمول شخص کے گھر ڈاکہ پڑا۔ ڈاکو لاٹھیون اور کلہاڑیوں سے مسلح تھے۔ گھر والون کو زدوکوب کر کے کئی ہزار روپیہ کا مال لیکر بھاگ گئے ؛

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی کا مکالمہ ایک معزز انگریز سے

الفضل کے کسی گذشتہ پرچہ میں ہمنے تین انگریز صاحبان کی آمد کا ذکر کیا تھا۔ اور مختصر الفاظ میں انکی آمد کی غرض کو بھی بتا دیا تھا۔ اب انہیں سے ایک انگریز کی جن کا نام مسٹر والٹر ہے۔ اور جو کہ ینگ مین کرسچن ایسوسی ایشن لاہور کے سکرٹری ہیں۔ اس گفتگو کو ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے جو انھوں نے اپنی پہلی ملاقات میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی سے کی۔ اس گفتگو میں قاضی عبدالحق صاحب و جناب مفتی محمد صادق صاحب ترجمان تھے ٭

(حضرت خلیفۃ المسیح کی نظر ثانی کے بعد شائع کیجاتی ہے)

(اسسٹنٹ ایڈیٹر)

خلیفۃ ثانی۔ آپکے یہاں تشریف لانے کی ہمیں بڑی خوشی ہوئی ہے آپ کو رستہ میں تکلیف تو نہیں ہوئی ٭

مسٹر والٹر۔ آپ کے دیکھنے سے ہمیں بہت مسرت ہوئی ہے۔ راستہ کے خراب ہونے کی وجہ سے تکلیف تو ہوئی تھی۔ لیکن جو آرام ہمنے یہاں آکر پایا ہے۔ اُسکے لئے ہم آپ کے مشکور ہیں ٭

خلیفۃ ثانی۔ جناب قاضی عبدالحق صاحب سے مخاطب ہوکر فرمایا۔ آپ انگریزی میں ان سے کہیں کہ آپنے جو کچھ دریافت فرمانا ہو۔ فرمالیں ٭

مسٹر والٹر (قاضی صاحب کے کہنے پر) میں نے جناب مرزا صاحب کی چند کتابیں پڑھی ہیں۔ اُن سے مجھے آپکے حالات دریافت کرنے کے متعلق بہت دلچسپی پیدا ہوئی ہے۔ میںنے پڑھا ہے کہ آپ اوائل عمر میں الگ رہا کرتے تھے۔ اور ہر وقت عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ اِنہی حالات کو اچھی طرح دریافت کرنے کے لئے میں یہاں آیا ہوں۔ چونکہ آپ اُنکے فرزند ہیں۔ اسلئے میںنے خیال کیا ہے کہ آپ کو ایسے حالات بہت اچھی طرح معلوم ہوں گے۔ آپ مجھے ان سے آگاہ فرمادیں ٭

خلیفۃ ثانی۔ میری پیدائش اُسوقت کی ہے۔ جبکہ حضرت مرزا صاحب اپنی پہلی کتاب براہین احمدیہ شائع فرما چکے تھے۔ اِسلئے میں ذاتی طور پر آپکے اُن ابتدائی حالات سے اِسطرح واقف نہیں ہاں ہماری جماعت کے اور بہت سے لوگ ہیں جو آپکی صحبت میں شروع سے رہے ہیں ایسے آدمی ہماری جماعت میں اسوقت بھی موجود ہیں۔ اور یہ اُن حالات کو ذاتی طور پر جانتے ہیں اِس لئے اگر مجھے بھی کبھی ایسی ضرورت پیش آئے تو میں ایسے لوگوں سے پُوچھ لیتا ہوں۔ اِسلئے میں ابتدائی حالات کو اِسطرح بیان نہیں کر سکتا۔ جیسا آپ کا منشاء ہے۔ اگر آپ حضرت مرزا صاحب کے عقیدہ اور مذہب اور سلسلہ کے متعلق مجھ سے پُوچھیں تو میں بڑی وضاحت سے بتانے کے لئے تیار ہوں ٭

مسٹر والٹر۔ وہ کون لوگ ہیں جو حضرت مرزا صاحب کی ابتدائی زندگی میں آپ کی صحبت میں رہے ٭

خلیفۃ ثانی منشی روڑے خان صاحب۔ شیخ حامد علی صاحب تو یہاں موجود ہیں۔ اور بھی بہت سے لوگ ہیں (شیخ یعقوب علی صاحب کی طرف اشارہ فرماکر) اِنکو بہت سے حالات معلوم ہیں۔ اور یہ حضرت مرزا صاحب کی سوانح عمری لکھ رہے ہیں ٭

مسٹر والٹر۔ (شیخ یعقوب علی صاحب کی طرف مخاطب ہوکر) آپکے پاس مرزا صاحب کے سوانح لکھنے کے کیا ذرائع ہیں جنکی بنا پر آپ انکی ابتدائی زندگی کے حالات قلمبند کر رہے ہیں۔

شیخ صاحب۔ حضرت مرزا صاحب کی پُرانی تحریریں اور آپکے پُرانے خطوط۔ اور حضرت صاحب کے بیٹے مرزا سُلطان احمد صاحب اور آپکے پُرانے دوست لالہ بھیم سین صاحب کے لڑکے کنور سین صاحب (جو آجکل لا کالج لاہور کے پرنسپل ہیں) سے بھی حالات معلوم کئے ہیں۔ چونکہ میں یہاں قریباً بیس سال سے رہنے والا ہوں۔ اِس لئے اِس قسم کی سب تحریروں کو جمع کرتا رہا ہوں اور زبانی بتانے والوں سے پوچھ کر لکھتا رہا ہوں۔ حضرت صاحب کی ایک دائی تھیں اُن سے بھی کچھ حالات دریافت کرکے لکھے ہیں ٭

مسٹر والٹر (حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی سے مخاطب ہوکر) کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ مرزا صاحب نے کس طرح معلوم کیا تھا کہ حضرت مسیح کی قبر کشمیر میں ہے۔ اور یہیں اُنھوں نے وفات پائی ہے ٭

خلیفۃ المسیح - حضرت مرزا صاحب کا اِس بات کو معلوم کرنے کا پہلا اور بڑا ذریعہ تو قرآن شریف ہے۔ جسمیں لکھا ہے۔ وَاٰوَیْنٰھُمَا اِلٰی رَبْوَۃٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِیْنٍ۔ کہ حضرت مسیح اور انکی والدہ کو ایک اونچے مقام پر جگہ دی۔ جو چشموں والا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ کسی دور دراز زمانہ کے وفات یافتہ شخص کی جائے وفات اور قبر کی بابت ٹھیک ٹھیک کم ہی بتایا جا سکتا ہے اور پھر ایک ایسے انسان کے متعلق جس کی نسبت کئی سو سال سے یہ خیال چلا آرہا ہے کہ آسمان پر اُٹھا لیا گیا۔ بہت مشکلات ہیں۔ لیکن جب حضرت مسیح موعودؑ نے اِسطرف توجہ فرمائی تو قرآن شریف کی اِس آیت نے آپکی راہ نمائی کی۔ اور خدا تعالیٰ نے بتا دیا کہ حضرت مسیح اور اُنکی والدہ کو ہمنے ایک اُونچے اور نہایت عمدہ اور چشموں والے ملک میں جگہ دی تھی۔ اور چونکہ صلیبی واقعہ سے پہلے کسی ایسے ملک میں جانے کا حضرت مسیح کو اتفاق نہیں ہُوا۔ اِسلئے معلوم ہُوا کہ یہ واقعہ صلیب کے واقعہ کے بعد کا تھا۔ جس سے آپ کا صلیب سے زندہ اُترنا بھی ثابت ہو گیا۔ اور کسی ایسے ملک کی بھی تلاش ہوئی جو ان صفات سے متصف ہو۔ اور جہاں حضرت مسیح کی آمد کا پتہ لگتا ہو۔ پھر اکمال الدین جو شیعوں کی ایک کتاب ہے۔ اور بہت پُرانی کتاب ہے۔ اس سے بھی اِس بات کے ثبوت میں مدد مل گئی ہے۔ پھر کشمیر میں اور بھی بہت سے ایسے نشانات ملے ہیں جو اسکے مصدق ہیں یعنے گاؤں اور کنوؤں کے اِسطرح کے نام جسطرح کے بنی اسرائیل رکھا کرتے تھے لیکن اصل ذریعہ قرآن شریف ہی ہے۔ ان سب اسباب کا مل جانا خدا کا ایک مزید فضل ہے۔ حضرت مسیح تو ایسے زمانہ میں گذرے ہیں کہ جسمیں حالات کو تاریخی طور پر محفوظ نہیں کیا جاتا۔ ہم تو ایسے انسان بھی دیکھتے ہیں۔ جو تاریخی زمانہ میں ہوئے ہیں۔ لیکن انکے بھی تمام حالات محفوظ نہیں مل سکتے تو ایک ایسا انسان کہ جسکے زمانہ میں تاریخی مذاق ہی نہ ہو۔ اور دوسرے اسکے حالات کو جس قدر بھی ہوسکا چھپانے اور پردہ میں رکھنے کی سعی اور کوشش کیگئی ہو تیسرے اُسے زمین سے اُٹھا کر آسمان پر بٹھا دینے کا اعتقاد بھی پھیلایا گیا ہو۔ اس کے پورے پورے حالات معلوم ہونا ناممکن ہیں ایسے انسان کے متعلق تو ہمیں بعض واقعات اور نشانات کو ہی لیکر نتائج نکالنے پڑینگے۔ اور ایسے حالات میں ایسا ہی ہُوا کرتا ہے۔ چنانچہ پُرانی تاریخیں لکھنے والے بھی اِسی طرح سے اپنے لئے مواد جمع کرتے۔ اور واقعات کو ترتیب دیتے ہیں۔ پس ہم بھی حضرت مسیح کی کشمیر میں قبر اور وفات کے متعلق یہی اسباب اپنے لئے قرار دیتے ہیں۔ مسلمان چونکہ حضرت مسیح کو آسمان پر زندہ مانتے تھے اِسلئے ان کی تاریخوں میں انکی وفات یا قبر کے متعلق تلاش کرنا ایک سعی لاحاصل ہے لیکن باوجود اس بات کے اکمال الدین میں یہ لکھا ہُوا ہونا کہ یہ شہزادہ یوز آسف کی قبر ہے۔ اور کشمیر کے مسلمانوں کا اِس وقت تک یہ کہنا کہ

یہاں ایک شہزادہ یوزآسف نام آیا تھا اسکی قبر ہے یہ باتیں مل ملاکر اسبات کو ثابت کرتی ہیں کہ حضرت مسیح کی ہی وہ قبر ہے۔

میں نے کشمیر میں جاکر ایک بہت ضعیف عورت سے جو اس قبر کی مجاور ہے پوچھا تھا کہ یہ کس کی قبر ہے تو اُس نے کہا کہ یہ عیسیٰ مسیح کی قبر ہے۔ میں نے اُسے کہا کہ ایسا نہ کہو کہ مولوی لوگ تم پر کفر کا فتوے دیدینگے۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح آسمان پر زندہ موجود ہے اور تم کہتی ہو کہ یہ اسی کی قبر ہے وہ کہنے لگی۔ یہ ٹھیک ہے کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر ہوں گے۔ لیکن ہمارے بڑے یہی کہتے آئے ہیں کہ یہ عیسیٰ مسیح کی قبر ہے۔ ایک کتاب اکمال الدین میں لکھا ہے کہ یوزآسف کی قبر ہے۔ دوسری طرف لوگوں کا یہ کہنا کہ عیسیٰ مسیح کی قبر ہے۔ بتاتا ہے کہ یہ ایک ہی شخص کے دو نام ہیں ٭

پھر کشمیر کے لوگ اپنے آپ کو کاشیر کہتے ہیں۔ ک تشابہت کے لئے آیا کرتا ہے۔ اصل میں اشیر لفظ ہے۔ اسکے ساتھ ک زائد ملایا گیا ہے۔ جسکے معنے ہو گئے۔ "اشیر کی مانند"۔ اور اشیر پھولوں والی زمین کو کہتے ہیں۔ اور اس ملک کا یہ نام ان لوگوں نے اسلئے رکھا تاکہ اپنے اصل ملک کا نام جو اشیر تھا قائم رہے۔

پھر تاریخ میں یہ بھی لکھا ہے کہ جب شہزادہ یوزآسف مر گئے تو ان کو مشرق مغرب کی طرف لٹایا گیا یہ بھی یہودیوں کی ایک رسم ہے

پھر انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح بنی اسرائیل کی ساری بھیڑوں کو اکٹھا کرنے کے لئے آئے تھے۔ اور یہ بھی ثابت شدہ بات ہے کہ بابل کی جلاوطنی کے بعد صرف دو قومیں واپس شام کو گئیں باقی دس اقوام ایران اور اسکے گرد و نواح میں آباد ہو گئیں۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ افغانستان اور کشمیر کے ممالک میں عبرانی نام بکثرت پائے جاتے ہیں۔ حتے کہ کشمیر کا نام اسیر رکھا گیا۔ پس جبکہ ان ممالک میں یہود تھے تو ضرور تھا کہ مسیح جو گم شدہ بھیڑوں کو جمع کرنے آئے تھے یہاں آتے ٭

پھر مالا بار کے یہودی کہتے ہیں کہ ہمارے دو گروہ ہندوستان میں آئے تھے۔ ایک خشکی کے راستے اور ایک تری کے۔ جو گروہ تری کے راستے آیا۔ وہ تو ہم ہیں۔ اور جو خشکی کے راستے آئے تھے انکی نسبت ہمیں معلوم نہیں کہ کہاں ہیں اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ خشکی کے راستے جو ہندوستان میں آئے وہ کشمیر میں ہی آئے۔

یہ سب باتیں مل ملاکر ثابت کرتی ہیں کہ حضرت مسیح کشمیر میں آئے۔ اور یہیں انہوں نے وفات پائی ٭

مسٹر والٹر۔ آپ انجیل کو کسی بات میں کسطرح سند پکڑ سکتے ہیں کیا آپ اسکو درست مانتے ہیں ٭

خلیفۃ المسیح۔ ہم بائبل کے بعض واقعات کو تاریخی رنگ میں لیتے ہیں۔ اور اس کو تواریخ کا درجہ دیتے ہیں۔ لیکن اسکے تمام واقعات کو درست نہیں مانتے۔ اور دنیا میں آج تک کوئی بھی ایسی تواریخ کی کتاب معلوم نہیں ہو سکی جسکی نسبت یہ اتفاق ہوا ہو کہ اُسکے تمام واقعات درُست اور صحیح ہیں۔ لیکن پھر بھی ان سے لوگ بعض واقعات کی سند پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فلاں بات درست ہے، حالانکہ ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ اسکے فلاں فلاں واقعات غلط ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ وہ باتیں جن کی تصدیق میں انہیں اور بھی شواہد مل جائیں۔ انکو صحیح مان لیتے ہیں۔ اور جن کی کسی اور ذریعہ سے تصدیق نہ ہو۔ انکو غلط قرار دیتے ہیں۔ اسی طرح بائبل ہے اسکے کسی واقعہ کی جب تاریخی طور پر یا اور دیگر ذرائع اور قرائنات سے تائید ہو جائے۔ تو ہم اسکو درست قبول کر لیتے ہیں۔ اور اسے رد نہیں کر سکتے۔ اور پھر جبکہ ساتھ ہی یہ بھی دیکھتے ہیں کہ اس قسم کے واقعہ میں تحریف یا تغیر و تبدل کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی تو اُسے لے لیتے ہیں۔ مثلاً یہی بات کہ مسیح بنی اسرائیل کی ساری قوموں کے لئے بھیجا گیا تھا۔ بائبل کو نہ ماننے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اس کا کوئی واقعہ بھی ہمارے نزدیک درست نہیں ہے بلکہ یہ کہ کوئی ایسا واقعہ جسکے ساتھ اور شواہد مل جائیں اور اسکی تائید کریں۔ اور کوئی تحریف کرنے کی وجہ بھی نظر نہ آتی ہو۔ تو ہم اُسے مان لیتے ہیں ٭

مسٹر والٹر۔ اگر آپ بائبل کو مانینگے تو آپ کو ایسے واقعات کو چھوڑنا پڑیگا۔ جو قرآن کے خلاف ہیں۔ کیونکہ بائبل ان کے متعلق کچھ اور کہتی ہے ٭

خلیفۃ المسیح۔ ہم بائبل کے اُن واقعات کو رد کرتے ہیں جو انسانی عقل و فکر میں نہیں آسکتے۔ اور ہمارا دعویٰ ہے کہ جو بات انسانوں کی عقل میں نہ آئے۔ اور خدا تعالیٰ کے فعل کے خلاف ہو۔ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہو سکتی۔ اس لئے وہ کتاب جو اس قسم کے واقعات کو بیان کرتی ہے۔ وہ بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہو سکتی۔ اگر قرآن شریف میں بھی اس قسم کی کوئی بات ہو۔ تو لوگوں کا حق ہے کہ اسکو خدا کا کلام نہ مانیں۔ لیکن ہمارا ایمان ہے۔ اور ہم اس کا ثبوت اپنے پاس رکھتے ہیں کہ قرآن شریف کی ایک ایک بات ایسی ہے جو عقل انسانی میں آنیوالی اور خدا تعالیٰ کے فعل کے مطابق ہے۔ اور یہ اسبات کا ثبوت ہے کہ قرآن شریف خدا کی طرف سے ہے۔ اب اگر کوئی ایسی کتاب ہے جو قرآن شریف کی کسی بات کے خلاف کہتی ہے تو ہم اس کی ایسی بات کو نہیں مانینگے۔ ہم قرآن شریف کو اس لئے خدا کا کلام مانتے ہیں کہ واقعہ میں اس کے کلام الٰہی ہونے کے ہمارے پاس ثبوت ہیں نہ اسلئے کہ ہم اپنے باپ دادوں سے سنتے آئے ہیں کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ یہی اسلام اور دوسرے مذاہب میں بہت بڑا فرق ہے کہ وہ اپنی کتابوں کو اس لئے خدا کا کلام مانتے ہیں کہ انکے بڑے ایسا کہتے آئے ہیں۔ لیکن کوئی مسلمان اسوقت تک سچا مسلمان نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ قرآن شریف کو سمجھ کر اور دلائل کے ساتھ خدا کا کلام نہ مانے۔ پس قرآن شریف میں جو تاریخی واقعات ہیں۔ ان کو ہم اسی طرح صحیح مانینگے۔ جسطرح قرآن شریف نے بیان کئے ہیں ٭

مسٹر والٹر۔ آپ قرآن کو دوسری کتابوں مثلاً شکسپیر کی تصانیف کی طرح ہائر کرٹی سیزم (اعلیٰ تنقید) کے ماتحت پرکھ کر مانتے ہیں۔ یا کسی اور طرح ٭

خلیفۂ ثانی۔ ہم قرآن شریف کی ہر ایک بات پر اچھی طرح بحث کر کے اور صحیح نتائج نکالکر مانتے ہیں۔ اور چونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس کی ہر ایک بات ایسی ہی ہے اسلئے سب کو مانتے ہیں ٭

مَیں آپکے ہائر کرٹی سیزم (اعلےٰ تنقید) کا مطلب نہیں سمجھا کیونکہ اگر کوئی صحیح اور درست کرٹی سیزم ہے تو وہ ہائر (بلند تر) ہے۔ اور اگر ایسا نہیں ہے تو کرٹی سیزم ہی نہیں۔ لیکن ہمنے قرآن شریف کی تمام باتوں کو دیکھ اور سمجھ کر مانا ہے۔ جب ہم نے دیکھا کہ قرآن شریف ہر قسم کی آمیزش سے بالکل پاک و صاف ہے، اور اس میں وہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔ جن کو معلوم کرنے کے لئے انسانی دماغ پہنچ ہی نہیں سکتا۔ اور ایسے ایسے باریک در باریک وساوس اور خیالات کا رد ہے۔ جن کا انسان کے وہم و گمان میں بھی آنا مشکل ہے۔ اور ایسے قواعد اور ضوابط مذکور ہیں کہ جن پر عمل کرنے سے انسان کا تعلق خدا تعالیٰ سے اس دُنیا میں ہی ہو جاتا ہے تو ہمنے اس کو خدا کا کلام مان لیا ہے۔ پس جب ہم نے یہ سب کچھ دیکھ لیا ہے تو اور کسی کرٹی سیزم کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے دیکھئے ایک درخت کے متعلق سائینٹفک بحث اس وقت کی جائے گی۔ جبکہ یہ معلوم نہ ہو کہ یہ کیا درخت ہے۔ لیکن جبکہ اس درخت کا پھل اسکی اصلیت پر دلالت کر رہا ہے۔ پھر ہمیں کسی بحث سے اسکی اصلیت معلوم کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس کا پھل اس کی اصلیت پر خود شاہد ہے۔ اسی طرح قرآن کریم ہے۔ لیکن ہم اسبات کے لئے بھی تیار

ہیں۔ کہ قرآن شریف پر خواہ کوئی کسی طرح بھی تنقید کرے ہم اس کا جواب دیں۔ اور اسکو درست ثابت کرکے دکھلادیں ؛

تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے کہ ڈاکٹر منگانا نے ایک کتاب لکھی ہے۔ جسمیں اس نے بھی ہائر کرٹی سیزم کو پیش نظر رکھ کر بحث کی ہے۔ ہم انشاء اللہ تعالے اس کا جواب دینگے جو ریویو آف ریلیجنز انگریزی میں چھپ جائیگا۔ اسکو پڑھ کر دنیا دیکھ لیگی کہ کیا قرآن شریف ہائر کرٹی سیزم پر پورا اترتا ہے یا نہیں ؛

مسٹر والٹر۔ کیا آپکے نزدیک موجودہ قرآن ہو بہو وہی ہے جو محمد صاحب (صلے اللہ علیہ وسلم) پر اترا تھا یا نہیں ؛

خلیفہ ثانی۔ ہمارے نزدیک یہ قرآن کریم وہی ہے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو سنایا تھا۔ اور اس میں ایک نکتہ اور ایک شوشہ کی بھی کمی نہیں ہوئی ؛

مسٹر والٹر۔ ڈاکٹر منگانا نے جو قرآن نکالا ہے اسکے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔ اور انکے اعتراضات کا آپکے پاس کیا جواب ہے۔

خلیفہ ثانی۔ میری رائے میں ڈاکٹر منگانا نے جو اعتراضات اب تک قرآن شریف پر کئے ہیں وہ انکے مطلب کو پورا نہیں کرتے دنیا میں اب تک اسبات پر کبھی بحث نہیں ہوئی تھی۔ کہ موجودہ قرآن شریف کے علاوہ کوئی اور بھی قرآن ہے پہلے سب مذاہب والے مانتے تھے کہ ایک ہی قرآن ہے لیکن اب جبکہ ڈاکٹر منگانا نے بات اٹھائی ہے تو اسپر بحث ہوگی۔ اور ڈاکٹر منگانا کے ذریعہ جو اعتراضات ہوئے ہیں ان کا جواب ہماری طرف سے دیا جائے گا اسکے بعد دنیا دیکھے گی کہ ہمارے جوابات بالکل درست ہیں ؛

مسٹر والٹر۔ ہمارا اعتقاد ہے کہ حضرت مسیح صلیب پر مر گئے ہیں اور ہم اسبات کو ثابت کرنے کے لئے تیار ہیں کیا آپ اسبات کو قبول کر لینگے۔ اور لوگوں کی پرواہ نہیں کرینگے ؛

خلیفہ ثانی۔ اگر ہمارے سامنے آپ اسبات کو ثابت کردیں تو ہم بڑی خوشی سے اس کو مان لینگے۔ اور دنیا کی ذرا بھی پرواہ نہیں کرینگے لیکن واقعہ یہ ہے کہ یہ بات ثابت نہیں ہوسکتی۔ اس کے متعلق اگر آپ کچھ بتائیں تو ہم بہت خوش ہونگے ؛

مسٹر والٹر۔ اگر آپ کا کوئی آدمی لاہور آئے تو میں اُسے بتاؤں کیونکہ میری تحقیقات کا ذخیرہ لاہور میں ہے ؛

خلیفہ ثانی۔ آپنے خود کچھ باتیں جمع کی ہیں یا کسی کتاب میں دیکھی ہیں اگر کسی کتاب میں ہیں تو اس کا نام تبلایئے۔ ہم اُسے منگوا کر پڑھ لینگے اور دیکھ لینگے کہ اس میں کیا لکھا ہے۔ اور اگر آپنے جمع کی ہیں تو جب آپ کہیں ہم کوئی آدمی آپکے پاس بھیج دیں۔ اور آپ اُسے بتادیں ؛

مسٹر والٹر۔ میرے نزدیک اسوقت تک مسیح کی قبر اور انکی وفات کے متعلق جو تحقیق آپ لوگوں کی طرف سے شائع ہوئی ہے وہ ہرگز اسبات کے ثابت کرنے کے لئے کافی نہیں جو آپ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ اور اسکے لئے اگر آپ چاہتے ہیں کہ لوگ آپ کی بات پر توجہ کریں تو آپ کو زیادہ فکر اور غور کرنے کی ضرورت ہے ؛

جواب۔ اصل بات یہ ہے کہ حضرت مسیح کے متعلق ہماری پوزیشن مدعیانہ نہیں۔ بلکہ مسیح کی حیات کا ثابت کرنا مسیحیوں کے ذمہ ہے کیونکہ جو کوئی ایسی بات پیش کرتا ہے جو کبھی دنیا میں نہیں ہوئی ہوتی تو اس کا ثبوت اُسی کے ذمہ ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص کہے کہ فلاں زمانہ میں ایک ایسا آدمی ہوا ہے جسکے سو سر تھے تو ہم اُسکی بات کو اسوقت تک نہیں مانینگے۔ جب تک کہ وہ اسبات کا کوئی ثبوت نہ دے یا کوئی ایسی پختہ بات نہ بتائے جسکی وجہ سے ایسا ہو گیا ہو۔ چونکہ مسیحی صاحبان کا یہ دعوےٰ کہ حضرت مسیح صلیب پر فوت ہو کر دوبارہ زندہ ہو گئے تھے ایک ایسا دعوےٰ ہے۔ جو کہ خدا کے فعل اور دنیا کے کاروبار کے خلاف ہے۔ اسلئے ان کا فرض ہے کہ اس کا ثبوت دیں۔ ہم جو یہ کہتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح کی قبر کشمیر میں ہے تو یہ ایک تحقیقی رنگ میں ہے ورنہ یہ ہمارا فرض نہیں کہ ہم حضرت مسیح کی وفات ثابت کرنے کے لئے انکی قبر کا بھی پتہ بتادیں۔ ہمارا مطلب تو اتنی بات سے پورا ہو جاتا ہے کہ حضرت مسیح فوت ہو گئے ہیں۔ اور اسکے لئے ہمیں کسی دلیل کی ضرورت نہیں کیونکہ دنیا کا تجربہ بتاتا ہے کہ انیس ۱۹ سو سال کا کوئی انسان زندہ نہیں۔ پس جب انجیل ہمیں بتاتی ہے کہ حضرت مسیح انیس سو سال ہوئے گذرے ہیں تو ساتھ ہی ہر ایک دانا انسان یقین کر لیگا کہ وہ فوت بھی ہو گئے۔ مسیحیوں کا دعوےٰ کہ وہ زندہ ہیں قابل ثبوت ہے۔ اور اسکی ذمہ داری ان کے سر پر ہے۔ باقی رہا کشمیر میں ان کا آنا اور یہاں وفات پانا۔ یہ مسیح کی زندگی پر مزید روشنی ہے۔ اگر کسی کے نزدیک یہ ثابت نہیں ہوتی تو نہ ہو ہمارے نزدیک ثابت ہے۔ لیکن ہمیں اسکے ثابت کرنے کی اصل مدعا کے لئے چنداں ضرورت نہیں ؛

اِس کے بعد مسٹر والٹر صاحب اس سلسلہ کو یہیں چھوڑ کر اور مختلف سوالات کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اور اس ذیل میں انہوں نے پہلا سوال یہ کیا۔

مسٹر والٹر۔ کیا آپ لوگ دوسرے مسلمانوں کے ساتھ تعلق پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ اور ان میں اور آپ میں جو اختلاف ہے اُسکو مٹا کر ملنا چاہتے ہیں یا نہیں ؟

خلیفہ ثانی۔ جب ہمارا یہ دعوےٰ ہے کہ حضرت مرزا صاحب اُسی طرح کے مسیح ہیں جو یہودیوں کی طرف آئے تھے تو پھر ہم مسلمانوں سے اس وقت تک کس طرح مل سکتے ہیں۔ جب تک کہ وہ اس مسیح کو نہ مان لیں۔ ہاں ہم اس فاصلہ کو جو ان میں اور ہم میں ہے دُور کرنا چاہتے ہیں۔ اور انشاء اللہ ضرور کرینگے۔ لیکن اس رنگ میں نہیں کہ ہم انمیں جا کر مل جائیں۔ بلکہ اسطرح کہ ان کو اپنے میں شامل کرلیں اور انشاء اللہ ایسا ضرور کر لینگے۔ اور سوائے اس کے کہ یہ لوگ اسی طرح کچھ باقی رہ جائیں جسطرح یہودیوں میں سے کچھ رہ گئے تھے انکی کوئی جماعت باقی نہ رہے گی ؛

مسٹر والٹر۔ آخری دن اور قیامت سے آپ کیا مراد لیتے ہیں ؟

خلیفہ ثانی۔ آخری دن مذہبی کتابوں کا ایک محاورہ ہے اسکے متعلق ہم یہ نہیں مانتے کہ آخری دن وہ ہوگا۔ جبکہ تمام دنیا تباہ و برباد ہو جائے گی۔ بلکہ یہ کہ نبی کے آنے کے وقت دُنیا پر ایک سخت انقلاب آیا کرتا ہے۔ اور یہ اسی کی طرف اشارہ ہے۔ اور جو قیامت آنیوالی ہے۔ اسکی نسبت ابھی ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ آیا اسوقت تمام دُنیا تباہ ہو جائیگی یا کچھ حصہ خالص ہو کر پھر قائم رہیگا۔ ہاں وہ آخری زمانہ جسکے متعلق نبیوں کی پیشگوئیاں تھیں کہ مسیح آئیگا وہ تو شروع ہو گیا ہے۔ لیکن جب تک خدا تعالیٰ نہ بتائے ہم تعیین نہیں کر سکتے کہ وہ کس رنگ میں ظاہر ہوگا ؛

مسٹر والٹر۔ کیا آپکے خیال میں کسی وقت تمام دُنیا کا مذہب اسلام ہو جائیگا ؛

خلیفہ ثانی۔ قرآن شریف ہمیں بتلاتا ہے کہ یہ کبھی نہ ہوگا کہ کسی زمانہ میں ایک ہی مذہب تمام دنیا کا ہو جائے۔ ہاں ایسا ضرور ہوگا کہ سچا مذہب یعنی اسلام باقی تمام اہل مذاہب کو اپنے اندر جذب کر لیگا۔ اسکے بعد بھی کچھ کچھ لوگ رہینگے۔ لیکن نہ ہونیکے برابر۔

مسٹر والٹر۔ وہ لوگ جو مرزا صاحب کو قبول کرنے کے بغیر مر جاتے ہیں۔ انکی پوزیشن آپکے نزدیک کیا ہوگی ؟

خلیفہ ثانی۔ حضرت مرزا صاحب کو قبول نہ کرنیوالے دو قسم کے ہیں ایک وہ جنھوں نے آپکے متعلق پوری طرح سنا لیکن توجہ

کی - اور ایک وہ جنھوں نے آپ کی نسبت کچھ سنا ہی نہیں - ہم بلحاظ شریعت کے نام رکھنے کے دونوں کو کافر کہینگے - لیکن سزا کے متعلق ہمیں معلوم نہیں کہ کیا ہو گا - البتہ یہ معلوم ہے کہ اسلام کا خدا ظالم نہیں ہے - آپ کے نہ ماننے کی اُن لوگوں کو سزا نہیں دیگا جنھوں نے حضرت مرزا صاحب کا نام ہی نہیں سُنا اور انھیں کو دیگا - جنھوں نے نام سُنا مگر توجہ نہ کی - لیکن تفصیلاً ہم کچھ نہیں بتا سکتے - ہاں احادیث سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ جن لوگوں تک حق نہ پہنچ سکا ہو انکو پھر ایک اور موقعہ دیا جائے گا ۔

مسٹر والٹر - غیر احمدی مسلمانوں - عیسائیوں اور یہودیوں میں آپکے نزدیک کیا فرق ہے ؟

خلیفہ ثانی - دُنیا کی تمام چیزوں کے دیکھنے سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ کوئی سی دو چیزیں ایسی نہیں ہیں جو آپس میں کچھ نہ کچھ اختلاف نہ رکھتی ہوں - کسی چیز کو لے لو - انسانوں کو ہی لے لو - کوئی ایک دوسرے سے ہو بہو نہیں ملتا - یہی حال اور سب چیزوں کا ہے اسی طرح کوئی مومن اپنے اپنے اعمال کے لحاظ سے ایک دوسرے کے برابر نہیں ہو سکتے - پس جب اسلام نے یہ اصل مقرر کیا ہے کہ ایمان اور اعمال صالحہ کے لحاظ سے نجات ہوگی - اور ہم دیکھتے ہیں کہ ایمان اور اعمال کے لحاظ سے تمام انسانوں میں فرق ہے تو معلوم ہُوا کہ ایمان و کفر کا فیصلہ نسبت پر ہے - تمام مُسلمان بھی ایک دوسرے کے لحاظ سے بڑے اور چھوٹے ہیں اور کافر بھی - بعض کافر بڑے ہیں بعض چھوٹے پر ہیں سب کافر - اس وقت ہمارے نزدیک جو اسلام مرزا صاحب نے پیش کیا ہے وہی سچا ہے - اور وہی خدا کا مذہب ہے - جن لوگوں نے اسے رد کر دیا وہ مسلم نہیں ہو سکتے - ہاں منکروں میں سے غیر احمدی ہمارے بہت نزدیک ہیں بہ نسبت ایک مسیحی کے - کیونکہ وہ قرآن کریم اور رسول کریم ؐ کو گالیاں دیتا ہے - اور غیر احمدی ان دونوں پر ایمان لاتا ہے - قرآن کریم نے بھی کفار میں فرق کیا ہے - اہل کتاب کی لڑکیاں لینا جائز رکھا ہے اور ان کا کھانا جائز رکھا ہے - لیکن دوسرے لوگوں کے لئے یہ رخصت نہیں رکھی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار میں بھی فرق ہوتا ہے - پس جو لوگ حضرت مسیح موعود کو نہیں مانتے - انہیں بھی فرق ہے - ہمارے قریب سب سے زیادہ غیر احمدی ہیں پھر مسیحی ہیں پھر یہودی - اسی طرح یہ سلسلہ چلتا ہے - اور بعض دوسروں کی نسبت ہم سے زیادہ قریب ہیں - اور اس قرب کا انکو قیامت کے دن ضرور نفع بھی ملیگا - اور جتنی جتنی کسی مذہب میں خوبی ہے وہ اُسکے ماننے والے کے ضرور کام آئے گی - مثلاً ایک مذہب والا خدا تعالیٰ کو مانتا ہے - اور دوسرا نہیں مانتا - تو خدا تعالیٰ کے حضور اُس ماننے والے کا درجہ نہ ماننے والے سے بہتر ہو گا اسی طرح ایک مذہب کا پیرو بہت سے نبیوں کو مانتا ہے - لیکن دوسرا اُس سے کم کو - تو زیادہ نبیوں کے ماننے والا اُس سے بڑھ کر ہو گا - اسی طرح تمام مذاہب کے لوگوں کا حال ہو گا - اور چونکہ اُنکے درجوں میں فرق ہو گا - اس لئے اُنکے ساتھ سلوک میں بھی فرق ہوتا چلا جائے گا ۔

مسٹر والٹر - کیا غیر احمدی مسلمان بھی نجات پائینگے یا نہیں ؟

خلیفہ ثانی - خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں نجات پانے کے دو اُصول قرار دئے ہیں - اوّل اعمال صالح - دوم ایمان صالح - اگر احمدیوں میں کوئی ایسے لوگ ہونگے جو اعمال صالح نہیں رکھتے ہونگے تو نجات نہیں پائینگے - اسی طرح جس میں ایمان صالح نہیں ہو گا وہ بھی نجات نہیں پائیگا - اور ایمان صالح سوائے حضرت مرزا صاحب پر ایمان لانے کے حاصل نہیں ہو سکتا ۔

مسٹر والٹر - کیا بہشت اور دوزخ کے درمیان بھی کوئی مقام ہے ؟

خلیفہ ثانی - قرآن شریف بہشت یا دوزخ دونوں مقام مقرر کرتا ہے - درمیانی کوئی مقام نہیں - ہاں بہشت اور دوزخ میں مختلف انسانوں کے لئے مختلف مدارج ہونگے جسطرح کالج میں جماعتیں ہوتی ہیں - اسی طرح بہشت میں ہونگی - اور جسطرح قیدخانے میں کسی کو کم سزا ہوتی اور کسی کو زیادہ - یہی حال دوزخ میں ہو گا اسمیں جو لوگ ڈالے جائینگے - وہ جب اپنی سزا بھگت لینگے - تو وہاں سے نکال دئے جائیں گے ۔

مسٹر والٹر - کیا آخر میں جہنم سے سب لوگ نکل جائیں گے ؟

خلیفہ ثانی - بالآخر سب نکل جائینگے ۔

مسٹر والٹر - جنّت اور دوزخ میں یہ کسطرح دائرہ کھنچا ہُوا ہو گا کہ یہ فلاں کے لئے ہے یہ فلاں کے لئے -

خلیفہ ثانی - یہ دائرہ خدا کھینچیگا - ہمیں کیا معلوم ہے - کہ کسطرح کھنچا ہو گا ۔

مسٹر والٹر - جنّت کن لوگوں کے لئے ہے اور دوزخ کن کے لئے کیا وہ لوگ جنھوں نے آپ کی بیعت نہیں کی - وہ بھی بخشے جائینگے ؟

خلیفہ ثانی - اسلام نے مُسلمان کے لئے یہ شرائط مقرر کی ہیں کہ اللہ پر ایمان لائے - تمام نبیوں پر ایمان لائے - ملائکہ پر ایمان رکھے - تمام کتب کا قائل ہو - قضا و قدر - بعث بعد الموت - جنت اور دوزخ پر ایمان رکھتا ہو - جو ان پر ایمان رکھتا ہے وہ مومن ہے - اور جو نہیں رکھتا وہ کافر - اور جو ان باتوں کو پورا نہیں کرتا - یعنی اپنے اعمال سے ان کی تصدیق نہیں کرتا وہ بھی مسلم نہیں ہو گا - ہر ایک مسلم اسبات کے لائق ہے کہ اگر وہ نیک اعمال کرتا ہے تو بہشت میں جائے - اب جو غیر مبائعین ہیں - انکو ہم غیر احمدی نہیں کہتے - بلکہ احمدی ہی کہتے ہیں - ان میں سے جن کے اعمال اچھے ہوئے - اور اُنہوں نے اِس اختلاف میں شرارت سے نہیں بلکہ غلط فہمی سے حصہ لیا ہے اور بیعت نہیں کی - تو اُنکے دوسرے اعمال کی وجہ سے اس غلطی کو معاف کر دیا جائیگا - جیسا کہ یونیورسٹیاں بھی یہ فیصلے کیا کرتی ہیں - کہ اگر کسی طالب علم نے کچھ غلطیاں کی ہوں - لیکن اس کی دوسری قابلیت ایسی ہو کہ جو ان غلطیوں کا ازالہ کرنے والی ہو تو پاس کر دیا جاتا ہے ۔

مسٹر والٹر - کیا سوائے احمدیوں کے سب لوگ دوزخ میں جائینگے احمدی تو بہت تھوڑے ہیں ۔

خلیفہ ثانی - آپکے نزدیک حضرت مسیح جب آئے تھے - تو اُس وقت صرف تیرہ آدمی نجات یافتہ نکلے تھے - اگر ان کے وقت سوائے تیرہ ۱۳ کے اور کوئی نجات نہیں پا سکتا تو اس وقت کئی لاکھ کے سوا اگر اور نجات نہیں پائینگے تو کیا ہرج ہے ۔

اِس گفتگو کے بعد مسٹر والٹر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا بہت بہت شکریہ ادا اور خوشی کا اظہار کر کے چلے آئے ۔

معاونین اخبار مطلع رہیں !

جن احباب کی قیمت یکم جنوری ۱۹۱۶ء سے ختم ہو چکی ہے ان کے نام عنقریب وی پی ارسال کئے جائینگے امید ہے کہ احباب وصول فرما کر مشکور فرمائینگے اور عنداللہ ماجور ہونگے۔

(مینجر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

قادیان کا جلسہ سالانہ حضرت مسیح موعود کی صداقت کا عظیم الشان ثبوت ہے

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح والمہدی ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

(فرمودہ ۳۱ دسمبر ۱۹۱۵ء)

ہر بات سے سبق حاصل کرنا چاہیئے

حضور نے سورۃ فاتحہ پڑھ کر فرمایا کہ پچھلے دنوں میں قدیم طریق کے ماتحت جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سنت قائم فرمائی تھی۔ ہماری جماعت کے لوگ قادیان میں آئے۔ اور پھر انمیں سے بہت سے چلے بھی گئے یہ اجتماع بھی خدا تعالیٰ کی قدرت۔ طاقت اور حکمتوں کا نمونہ ہوتا ہے اور ہوا۔ بہت سے لوگ ایسے ہونگے جو شاید دل میں یہ کہدیں کہ یہ اجتماع تو ہر سال ہی ہوا کرتا ہے۔ یہاں لوگ اکٹھے ہوتے ہیں اور پھر چلے جاتے ہیں اس لئے یہ کوئی خاص بات نہیں اور ممکن ہے کہ اسی وجہ سے ایسے لوگوں نے بہت سی باتوں پر توجہ نہ کی ہو مگر میں کہتا ہوں یہ سچ ہے کہ یہ اجتماع ہر سال ہوتا ہے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ جس طرح جسم کو ہر دن بلکہ دن میں دو دفعہ غذا کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح روح کو بھی ہر روز اور ہر وقت غذا کی ضرورت رہتی ہے۔ اور جسطرح وہ انسان جو دنیا کے پھندوں میں پھنسے ہوتے ہیں ہر وقت کھانے پینے کی فکر رکھتے ہیں تاکہ اپنے جسم کو قائم رکھیں۔ اسی طرح ان لوگوں کے لئے جو اپنی روح کو محفوظ رکھنا چاہتے ہیں ضروری ہے کہ وہ روحانی غذا کے حاصل کرنے کی فکر میں لگے رہیں۔ اور ہر بات اور ہر واقعہ سے روحانی غذا حاصل کریں کیونکہ جس طرح جسم کو غذا نہ ملے تو سوکھ جاتا ہے اسی طرح جب روح کو بھی غذا نہیں ملتی تو وہ بھی سوکھ جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ وہ لوگ جو اپنے روح کو ہمیشہ غذا نہیں دیتے بلکہ ایک دفعہ دیکر سمجھ لیتے ہیں کہ بس یہی کافی ہے۔ انکی روح مردہ ہو جاتی ہے۔ اور وہ آخر میں ضائع ہو جاتے ہیں۔ آپ لوگوں نے یہ کبھی نہیں دیکھا ہوگا کہ ایک شخص درخت لگائے۔ اور اسکو ایک دفعہ پانی دیکر چھوڑ دے بلکہ جب بھی ضرورت دیکھتا ہے پانی دیتا ہے۔ اگر پانی دینا چھوڑ دے تو درخت سوکھ جاتا ہے۔ اور کارآمد نہیں رہتا۔ اسی طرح وہ شخص جو اپنے دل میں ایمان کا درخت لگاتا ہے۔ اسکے لئے بھی ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو حکمت اور معرفت کا پانی آتا ہے اُسے دیتا رہے اور اگر ایسا نہیں کریگا تو ایک دن اسکے ایمان کا درخت سوکھ جائیگا پس یہ بات بہت ضروری ہے کہ ہر ایک وہ چیز جو خدا تعالیٰ کی قدرت اور حکمت کا نشان ہو اسپر انسان کو غور اور فکر کرنا چاہیئے کہ مجھے اس سے کیا روحانی غذا ملتی ہے ٭

اندھے اور سوجاکھے کی حالت۔

دنیا میں کئی قسم کے لوگ ہوتے ہیں ایک وہ جو اندھے ہوتے ہیں۔ اور ایک وہ جو سوجاکھے ہوتے ہیں۔ اندھے وہ ہوتے ہیں جو اپنے رستہ کی اور ارد گرد چیزوں کو دیکھ نہیں سکتے۔ اور سوجاکھے وہ جو دیکھ سکتے ہیں۔ اسیطرح روحانیت میں بھی اندھے اور سوجاکھے ہوتے ہیں یعنے اندھے وہ جو روحانیت کے سامان اور نشانات ہوتے ہوئے نہیں دیکھتے۔ اور ان سے فائدہ نہیں اُٹھاتے۔ دنیا میں بھی انہیں لوگوں کو اندھا کہا جاتا ہے جو چیزوں کے موجود ہونے کے باوجود نہ دیکھیں۔ اور اگر کوئی چیز ہی نہ ہو تو اسکے نہ دیکھنے والے کو اندھا نہیں کہا جاتا۔ اسی طرح جب خدا تعالیٰ کی طرف سے انسان کی روحانی ترقی کے سامان آتے ہیں تو جو لوگ انہیں نہیں دیکھتے۔ اور ان سے فائدہ نہیں اُٹھاتے۔ وہ اندھے ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ انبیاء کے منکروں کو اندھوں کے مشابہ قرار دیا گیا ہے۔ اور ان پر کفر کا فتوےٰ لگایا جاتا ہے۔ جب تک دنیا میں نبی کے ذریعہ روحانیت کے سامان مہیا نہیں کئے جاتے۔ اسوقت تک باوجود ہزاروں بدیوں اور برائیوں کے کسی پر کفر کا فتوےٰ نہیں لگتا۔ لیکن جب نبی آجاتا ہے تو اسکے نہ ماننے والے خواہ اپنے خیال میں کتنے ہی اچھے کام کرتے ہوں۔ کافر بنجاتے ہیں۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب آئے تو مسیحی جو کچھ پہلے کرتے تھے وہی آپکے آنے کے وقت بھی کرتے رہے۔ لیکن جب تک آپ نہیں آئے تھے۔ یہی مسیحی دنیا کے لئے مصلح تھے لیکن آپکے آنے کے بعد انپر کفر کا فتوےٰ لگ گیا۔ کیوں؟ اسی لئے کہ پہلے ان کے لئے روشنی نہ تھی۔ خدا تعالےٰ کے ساتھ تعلق پیدا کرنے اور اس کی معرفت حاصل کرنے کے ذرائع انکی آنکھوں سے مستور تھے۔ اسلئے اگر وہ خدا کی معرفت حاصل نہیں کرسکے تو کافر نہ ہوئے کیونکہ خدا تعالیٰ کی معرفت کے نشان مٹ گئے تھے۔ اور انپر پردہ پڑ چکا تھا لیکن جونہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آئے کچھ لوگ اندھے ہوگئے اور کچھ سوجاکھے۔ یعنی جنہوں نے خدا تعالےٰ کے نشانات دیکھ کر آپ کو قبول کرلیا وہ سوجاکھے ہوگئے۔ اور جنھوں نے ان نشانوں سے کچھ فائدہ نہ اُٹھایا۔ اور ان کی طرف توجہ نہ کی وہ اندھے ہوگئے اور ایسا آپ ہی کی آمد کے ساتھ ہُوا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف کی نسبت خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ یضل بہ کثیرا ویھدی بہ کثیرا۔ یہ بہتوں کو گمراہ بھی کرتا ہے۔ اور بہتوں کو ہدایت بھی دیتا ہے۔ کیونکہ جب تک قرآن شریف نہ آیا تھا کوئی گمراہ کس طرح کہلا سکتا تھا۔ گمراہ تو وہ ہوتا ہے جو راستہ سے بھٹکا ہوا ہو۔ لیکن جب راستہ ہی نہ ہو تو گمراہ کیسا؟ لوگوں نے اس آیت سے دھوکہ کھایا ہے۔ لیکن اسکے یہ معنے نہیں ہیں کہ نعوذ باللہ قرآن شریف میں ایسی باتیں بھی ہیں۔ جو لوگوں کو گمراہ کرتی ہیں بلکہ یہ ہیں کہ قرآن شریف سے پہلے خدا تعالیٰ تک پہنچنے کا راستہ مٹ چکا تھا۔ اس لئے کوئی گمراہ کیسے کہلا سکتا تھا۔ لیکن جب قرآن نے آکر راستہ دکھلایا تو پھر جو اسپر نہ چلا وہ گمراہ ہوگیا۔ پہلے تو ہدایت تھی ہی نہیں۔ لوگ جانوروں کی طرح تھے اس لئے وہ گمراہ نہ کہلا سکتے تھے۔ ہاں جب قرآن شریف کے ذریعہ ہدایت آئی تو اس وقت وہ گمراہ قرار دئے گئے تو اندھے وہ ہوتے ہیں جو باوجود کسی چیز کے موجود ہونے کے نہ دیکھیں۔ اور سوجاکھے وہ جو خدا تعالیٰ کی معرفت کی باتوں کو دیکھ لیں۔ ہمارے سامنے بھی خدا تعالیٰ کے بڑے بڑے نظارے اور نشان موجود ہیں

جلسہ سالانہ ایک نشان ہے!

جلسہ سالانہ بھی ایک بہت بڑا نشان ہے جو ہر سال ہمیں [illegible] ہے کہ دیکھو خدا کی راستباز جماعت کس طرح اُٹھتی اور کامیاب ہوتی ہے۔ اور اسکے مخالف کس طرح ناکام اور نامراد رہتے ہیں۔ اسمیں شک نہیں کہ قادیان میں ہر وقت ہی جلسہ ہوتا [illegible] ہر وقت ہی لوگ آتے جاتے رہتے ہیں۔ پھر یہاں کچھ [illegible] کچھ پنجاب کے کچھ افغانستان کے کچھ بنگال کے کچھ یورپ کے [illegible] وغیرہ کے لوگ موجود رہتے ہیں جو ہماری صداقت کی دلیل ہیں لیکن سالانہ اجتماع سے اسکے علاوہ اور بھی بہت سے نتائج حاصل ہوتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ جو کوئی خدا کے لئے کھڑا ہوتا [illegible]

ضائع نہیں ہونے دیتا۔ اور انسان اور خدا تعالیٰ کے کاموں میں یہی فرق ہے۔ کہ ایک انسان کوئی کام کرتا ہے۔ اور بعض دفعہ اس میں کامیاب بھی ہو جاتا ہے مگر اس کی کامیابی اس کی زندگی تک ہی محدود ہوتی ہے۔ لیکن خدا جو کام کرتا ہے وہ اس انسان کے مرنے کے بعد بھی۔ جسکے ذریعہ اسکی بُنیاد رکھی جاتی ہے زندہ رہتا ہے۔ وہ انسان مر جاتا ہے۔ لیکن وہ کام نہیں مرتا۔ تمہیں یاد ہوگا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر بہت سے لوگ تھے۔ جنہوں نے کہدیا تھا کہ اب یہ سلسلہ مٹ جائیگا۔ کیونکہ جس کے سہارے چل رہا تھا وہ مر گیا ہے لیکن ہم نے نہیں کہا تھا کہ تم جھوٹ کہتے ہو کہ جسکے سہارے یہ سلسلہ چل رہا تھا وہ مر گیا ہے وہ نہیں مرا اور نہ مر سکتا ہے۔ چنانچہ ان کو پتہ لگ گیا کہ واقعی ہمنے جو کچھ کہا تھا۔ غلط کہا تھا لیکن اصل بات یہ ہے کہ یہ سلسلہ مولوی نورالدین کے ذریعہ چل رہا ہے یہ بڑے عالم اور فاضل ہیں۔ مرزا صاحب کو بھی یہی کتابیں لکھ کر دیا کرتے تھے۔ اِس لئے اب انکے سہارے پر کھڑا ہے۔ لیکن ایک وقت آیا۔ جبکہ مولوی صاحب رضی اللہ عنہ بھی دنیا سے رخصت ہو گئے تو مخالفوں نے سمجھ لیا کہ اب احمدی مر گئے۔ چنانچہ بہت سی جگہوں سے اس قسم کے خط آئے خدا تعالیٰ کبھی حق کے مخالفین کو تھوڑے عرصہ کے لئے خوش بھی ہونے دیتا ہے۔ جیسا کہ جنگ احد کے وقت مسلمانوں کی بظاہر شکست دیکھ کر کفار خوش ہوئے تھے یا جس طرح صلح حدیبیہ کا واقعہ ہوا تھا۔ تو مولوی صاحب رض کی وفات بھی جنگ اُحد اور صلح حدیبیہ کی طرح سمجھ لو۔ اس لئے مخالفین نے سمجھا کہ اب یہ گئے۔ پھر یہی ہوا کہ ہم میں سے کچھ آدمی مرتد بھی ہو گئے۔ جن کا ارتداد یہ نہ تھا کہ انہوں نے سلسلہ کا انکار کر دیا۔ بلکہ یہ کہ سلسلہ کی طاقت کو توڑنا چاہا اور عملاً ان باتوں کو رد کرنا چاہا۔ جو حضرت مسیح موعود نے اپنے متبعین کے لئے فرض قرار دی تھیں۔ دشمن ان کی برگشتگی سے خوش ہو گئے۔ کیونکہ وہ سمجھے بیٹھے تھے۔ کہ مولوی نورالدین صاحب اس سلسلہ کی دیواریں ہیں۔ اور یہ لوگ تھمیاں۔ لیکن وہ جسکو دیواریں سمجھتے تھے وہ گر گئیں اور جن کو ستون سمجھتے تھے وہ ٹوٹ گئے۔ لیکن چھت ایک انچ بھی نیچے نہ آئی۔ بلکہ اور اونچی اٹھی۔ جو اِس بات کا ایک زبردست ثبوت ہے کہ یہ سلسلہ کوئی نظر آنے والے اسباب کے ذریعہ نہیں چل رہا بلکہ ایسے اسباب سے چل رہا ہے جو نظر نہیں آتے کیونکہ نظر آنیوالے اسباب ٹوٹتے جاتے ہیں مگر سلسلہ کو ذرا بھی جنبش نہیں ہوتی بلکہ اور مضبوط ہوتا ہے جس کا ایک ثبوت جلسہ سالانہ سے مل سکتا ہے تو ہر ایک جلسہ ایمانوں کو تازہ کرنے اور خدا تعالےٰ کی قدرت کو ملاحظہ کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ ہم محسوس کرتے ہیں کہ ہم میں بڑی کمزوریاں ہیں ہم محسوس کرتے ہیں کہ جو تبلیغ پہلوں نے کی تھی وہ ابھی ہمنے نہیں کی۔ اور یہ بھی محسوس کرتے ہیں کہ جو قربانیاں پہلوں نے کی تھیں وہ ہمنے نہیں کیں۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ایک غیبی طاقت کے ذریعہ لوگ ہماری طرف کھنچے چلے آتے ہیں۔ مخالفان اسلام کہتے ہیں کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ آج گورنمنٹ انگریزی کے ماتحت کون کسی کو مجبور کر رہا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ وہ آزاد اور متکبر لوگ جو کسی کے آگے اپنی گردنیں نہیں جھکاتے۔ جب انکی اصلاح کا وقت آتا ہے۔ تو بے اختیار قادیان کی طرف بھاگے چلے آتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب خدا تعالیٰ نے ایک نظارہ دکھایا تو اُنہوں نے کہا کہ الٰہی میری تسلی کے لئے یہ فرمائیے کہ جو مُردے ہیں .. .. کیونکر زندہ ہوتی ہیں۔ خدا تعالےٰ نے فرمایا یہ تو آسان بات ہے۔ چار جانور لو اور انکو سدھالو۔ پھر انہیں الگ الگ پہاڑ پر رکھ دو۔ پھر آواز دو وہ تمہارے پاس دوڑتے آئینگے۔ یہی طریق قوموں کے زندہ کرنے کا ہمارا ہے۔ جب تمنے جن جانوروں کو تھوڑے دن دانے ڈالے وہ تمہارے بلانے پر دوڑے آتے ہیں تو پھر وہ انسان جس کو ہمنے پیدا کیا ہے اُس کو جب ہم آواز دینگے تو کیوں نہ آئیگا۔ تو اس طرح قلوب کا ایک طرف جھک جانا اس بات کا ثبوت ہے کہ اسی کی طرف سے تحریک ہے جسنے انسان کو پیدا کیا ہے یہ بھی ممکن ہے کہ بعض لوگ دھوکے میں آ کر کسی کی طرف جھک جائیں جس طرح جانور بھی دھوکہ کی وجہ سے شکاری کے جال میں جا پھنستا ہے۔ لیکن ان دونوں صورتوں میں صاف اور بین فرق ہوتا ہے۔ اور وہ یہ کہ دھوکہ خوردہ انسان دھوکہ خوردہ پرندہ کی طرح حیران اور سرگردان نظر آتا ہے لیکن جس نے دھوکہ نہ کھایا ہو وہ مطمئن اور تسکین یافتہ ہوتا ہے تو لوگوں کے دلوں میں یہ کشش ہونا صاف ظاہر کر رہا ہے کہ یہ ان کے پیدا کرنے والے اور پالنے والے کی طرف سے ہے۔ کیونکہ وہ اس سے اطمینان اور سکینت پاتے ہیں۔

غرض یا تو وہ دن تھا جبکہ مولویوں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ مرزا کو (نعوذ باللہ) نابود کر دینا چاہیئے۔ اور ایکنے تو یہاں تک لکھ دیا تھا کہ جتنے ہی مرزا صاحب کو بڑھایا ہے۔ اور میں ہی گھٹاؤنگا۔ مگر جسکو خدا بڑھائے اُسے کون گھٹا سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود ع کو خدا تعالیٰ نے بڑھایا اور بڑھا رہا ہے۔ انکے مخالفین کے دلوں پر ہر سال ایک زخم لگتا ہے۔ یُوں تو ہر روز ہی زخم کھاتے ہیں مگر ہر سال جلسہ کی وجہ سے تو بڑا کاری زخم لگتا ہے۔ اِسی سال دیکھ لو۔ پچھلے سالوں کی نسبت بہت لوگ آئے ہیں جنکے اخلاص پہلے کی نسبت بہت زیادہ بڑھے ہوئے ہیں۔ اور بہت سوں نے بیعت کی ہے ہمارے مخالفین اس حیرت اور حیرانی میں ہیں کہ اِتنے لوگ کہاں سے آجاتے ہیں مگر یہ سب خدا تعالیٰ کا فضل ہے۔ اور ہمارے لئے ایک ایک آنیوالا انسان سبق۔ مگر دانا وہی ہے جو اس سے فائدہ اُٹھائے بہت ہوتے ہیں جو کچھ فائدہ نہیں اُٹھاتے۔ لیکن مؤمن کو چاہیئے کہ کبھی اندھا ہو کر نہ بیٹھے۔ بلکہ ہر ایک بات سے نتیجہ نکالتا رہے۔ اور چاہیئے کہ واقعات کو بطور تماشہ دیکھے اپنی رُوح کے لئے غذا مُہیا کرے کیونکہ اگر رُوح کو غذا نہ دی جائے تو وہ سُوکھ جاتا اور مردہ ہو جاتا ہے۔ غرض جلسہ سالانہ میں بہت سی رُوحانی غذا ہے۔ خدا تعالیٰ جن کو موقع دیگا وہ دیکھیں گے اور پھر دیکھیں گے۔ اور نسلاً بعد نسلاً دیکھیں گے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے سلسلوں کو کوئی مٹا نہیں سکتا۔ اور اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ہم ایسی مضبوط چٹان پر کھڑے ہیں کہ ہمیں کوئی مغلوب نہیں کر سکتا۔ ہمارے دشمنوں کے پاس مال و دولت ہمت و طاقت کیا ہم سے زیادہ نہیں تھی۔ ضرور تھی۔ لیکن خدا تعالیٰ کا ہم پر بہت ہی فضل ہُوا ہے کہ اس نے ہمیں اِس بات کی توفیق دی ہے

کبھی تکبر نہ کرنا

بہت سے ایسے لوگ ہوتے ہیں جو احسان جتلاتے ہیں کہ ہمنے خدا کے فرستادہ کو قبول کر لیا۔ لیکن وہ غلطی کرتے ہیں، کیونکہ ان کا کسی پر احسان نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کا ان پر احسان ہوتا ہے کہ انہیں حق کے قبول کرنے کی توفیق ملتی ہے تو بہت سے لوگ ایسے تھے۔ جو ہم سے مال و دولت عزت و رتبہ میں بہت ہی زیادہ تھے لیکن انھیں حضرت مسیح موعود کے قبول کرنے کی توفیق نہ ملی۔ پس ہمیں اپنی کسی کوشش اور محنت پر ناز نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ہماری کیا کوششیں ہیں ہم تو اپنی کوششوں کو جب خدا تعالیٰ کے احسانوں اور فضلوں کے مقابلہ میں لاتے ہیں۔ تو شرمندہ ہو جاتے ہیں۔ اور یہی مُنہ سے نکلتا ہے کہ الحمد للہ رب العٰلمین تمام تعریفیں خدا ہی کے لئے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں۔ احمدی بڑی

دین کی خدمت کر رہے ہیں۔ لیکن اصل میں احمدی نہیں بلکہ خدا ہی کر رہا ہے۔ غیر احمدی کہتے ہیں کہ ان میں بڑا جوش ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ ہم میں یہ جوش کہاں سے آیا۔ وہیں سے کہ ہمارے پیچھے بیٹھ بھرنے والا موجود ہے جو کہ بھر رہا ہے۔ اور یہ سب فضل ہی فضل ہے۔ میں نے کسی بات پر کہا تھا کہ خدا کے فضل اور کرم سے ہمیں اسقدر کامیابی ہوئی ہے۔ اِسپر ایک شخص نے کہا ہے کہ خدا کا فضل کیا ہوتا ہے دیکھو میں نے اپنے بازو کے زور سے تیس ہزار روپیہ چند دنوں میں جمع کر لیا ہے۔ لیکن میں پھر یہی کہتا ہوں کہ ہمیں جو کچھ بھی کامیابی ہوئی ہے خدا کے فضل سے ہوئی ہے۔ اِس کہنے والے کا بازو فانی ہے جو ایک دن فنا ہو کر رہے گا۔ اور ہم دیکھیں گے کہ اس دعوے کے بعد وہ کس قدر کماتا اور روپے جمع کرتا ہے۔ اور کس قدر اُسے کامیابی ہوتی ہے۔ اُسے تو آج سے پہلے جو کچھ دیکھا ہے وہی اُس کے سبق کے لئے کافی تھا۔ کیونکہ ایک وہ وقت تھا جبکہ یہ لوگ جماعت میں بڑے معزز سمجھے جاتے تھے۔ لوگ انکے لئے جانیں قربان کرنے کے تیار تھے۔ لیکن جب انہوں نے گھمنڈ کیا۔ اور کہا کہ ہمنے یہ خدمتیں کی ہیں۔ ہمارا سلسلہ پر یہ احسان ہے تو خدا تعالیٰ نے انکو نکالکر باہر کر دیا اور کہا کہ احسان تو ہمارا تم پر تھا لیکن تم نے گھمنڈ کیا۔ اور الٹا ہم پر احسان جتلایا۔ اِسلئے جاؤ دُور ہو جاؤ۔ اس خودسری اور گھمنڈ کی وجہ سے وہ جماعت سے نکلے تھے۔ لیکن وہ پھر بھی نہیں سمجھتے۔ نادان انسان کہتا ہے کہ میں ہی سب کچھ کرتا ہوں۔ حالانکہ وہ کچھ بھی نہیں کرتا۔ اور انسان کر ہی کیا سکتا ہے اس میں کچھ شک نہیں کہ تمام کامیابیاں اور نُصرتیں خدا تعالیٰ کے فضل سے ہی ہوتی ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی جب پُوچھا گیا کہ آپ کی نجات اعمال سے ہوگی تو آپنے فرمایا۔ نہیں خدا کے فضل سے ہوگی۔ پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نجات فضل سے ہوگی تو اور کون ہے جو اپنے اعمال پر بھروسہ رکھ سکے اگر کوئی اعمال کرتا ہے تو وہ بھی خدا کے فضل اور توفیق سے ہی کرتا ہے پس تم اِس بات کو خوب یاد رکھو کہ اس سالانہ جلسہ کے نظارہ کو دیکھ کر گھمنڈ میں نہ آجانا کہ یہ ہماری کوششوں کا نتیجہ ہے یہ کسی کی کوشش کا نتیجہ نہیں نہ میری کا نہ تمہاری کا۔ پس کوئی گھمنڈ نہ کرنا بلکہ یہی کہنا کہ الحمد للہ رب العالمین۔ تمام تعریفیں اور بڑائیاں خدا ہی کے لئے ہیں کہ جس نے ہمیں توفیق دی۔ اور اتنا بڑا فضل کیا باوجودیکہ ہم کمزور تھے مگر اُسنے ہماری مدد کی۔ کیونکہ وہ الرحمان ہے اپنے فضل سے آپ ہی سامان دیتا ہے۔ اور جب انسان انکو استعمال کرتا ہے۔ اور اُسکے آگے سر جھکاتا ہے تو چونکہ وہ رحیم ہے اس لئے اس کی رحیمیت جوش میں آتی ہے۔ اور کہتی ہے کہ آؤ میں تمہیں بدلہ دوں۔ پس کام کا بدلہ ملجاتا ہے۔ تو چونکہ ہر ایک کوشش اور محنت کا نتیجہ مترتب کرنا خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ اس لئے کسی انسان کو اپنی کوشش پر ذرا بھی تکبر نہ کرنا چاہیئے۔

ہمارے جلسہ اور دیگر جلسوں میں فرق

پھر یہ کہنا چاہیئے۔ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں

انسانوں کے جمع ہونے کے دنیا میں بڑے بڑے نظارے دیکھنے میں آتے ہیں۔ لیکن ان نظاروں اور ہمارے جلسہ کے نظارے میں ایک بہت بڑا فرق ہے۔ اور وہ یہ کہ وہ بندوں کے لئے جمع ہوتے اور بندوں ہی کی خدمت کرنا اپنا مقصد قرار دیتے ہیں لیکن ہم خدا کے لئے جمع ہوتے اور خدا ہی کی عبادت کرنا اپنا مقصد رکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ جو کچھ کہتے ہیں کرتے نہیں۔ لیکن ہم جو کہتے ہیں وہ کرتے بھی ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول فرماتے۔ کہ ایک شخص نے اپنے ساتھیوں کو کہا کہ آؤ پیری مریدی کا سلسلہ چلائیں۔ وہ ایک جگہ پیر بن کر بیٹھ گیا۔ اور اسکے ساتھی لوگوں کو بھلا پھُسلا کر لاتے۔ اِسطرح اُسے اچھی آمدنی شروع ہو گئی ہے۔ لیکن ایک دن اُسے خود ہی شرم آئی کہ میں نے خدا کا جھوٹا نام لیکر اس قدر کامیابی حاصل کر لی ہے۔ تو اگر سچے طور پر نام لیتا تو کس قدر کامیابی ہوتی۔ یہ خیال کر کے وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر چلا گیا۔ لوگ اُسے پکڑ پکڑ لائیں۔ لیکن وہ بھاگتا پھرے تو جب خدا تعالیٰ کا جھوٹے طور پر نام لینے والے بھی کبھی کبھی کامیاب ہو جاتے ہیں تو پھر سچے کیوں نہ کامیاب ہوں۔ دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہوئے چار ہزار سال گذر گئے ہیں لیکن آج بھی آپکا اسی طرح نام لوگوں کے دلوں پر نقش ہے۔ جیسا کہ آپ کی زندگی کے وقت تھا مگر اس وقت کا کوئی بڑے سے بڑا بادشاہ ایسا نہیں ہے جس کا کوئی نام بھی جانتا ہو۔

غرض آپ لوگوں نے دیکھا کہ ایک خدا کے عبد کے مقرر کردہ اجتماع کے لئے کس کس طرح پروانہ وار لوگ آئے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہو۔ اھدنا الصراط المستقیم۔ ہمیں سیدھا رستہ دکھا۔ تاکہ ہم تجھ تک پہنچ سکیں۔ صراط الذین انعمت علیہم۔ ان لوگوں کا رستہ جن پر تو نے انعام کیا۔ اور وہ تیرے مقرب بنگئے۔ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین۔ اور ایسا نہ ہو کہ ہم اپنے شامت اعمال سے سیدھا راستہ چھوڑ کر کسی اور راستہ پڑ جائیں یا آپ ہی ہمیں چھوڑ دیں۔

غرض جلسہ کے ایام ہمارے لئے بڑے سبق کے دن ہیں مُبارک ہو وہ جس نے سبق حاصل کیا۔ اور افسوس ہے اُسپر جس نے کچھ نہ حاصل کیا۔ خدا تعالےٰ ہم پر اور ہمارے سب بھائیوں پر فضل کرے۔ اور دوسرے لوگوں کی آنکھیں کھولے تاکہ ان عظیم الشان نشانات کو دیکھ سکیں اور ہمیں تکبر اور خود پسندی سے بچائے۔ اور اسبات کی سمجھ دے کہ انسان جو کچھ کرتا ہے خدا ہی کی توفیق سے کرتا ہے۔ اور خود کچھ نہیں کر سکتا۔

ثاقب مالیر کوٹلوی اور اُس کا کلام۔

میرے کلام کو جو قبولیت بارگاہِ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مرحوم و مغفور میں تھی۔ اور جسکی اعیان حضرت اور ارکان ملت علی الخصوص حضرت مولانا و مُرشدنا حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اول اور حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم قدس سرہم العزیز کے دلہائے منور میں قدر تھی۔ اور پھر جو احمدی قوم نے اس کی قدر فرمائی اور جسکے سننے کے لئے اب بھی گوش برآواز رہتے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ جو دن میں مطبوع دائرہ دولت دار الامان قادیان میں کتب فروشوں کی الماریوں کی زینت ہیں میرے دوست جو مجھے جانتے ہیں ہاتھوں ہاتھ لے رہے ہیں اور جو کچھ اس کا ہدیہ بطور شکر دیتے ہیں میں اغراض سلسلہ میں نذر کرتا رہتا ہوں۔ اسوقت وصال حبیب شیر دلگداز وفات حسرت آیات مسیح موعود علیہ السلام اور ایک مسدس کی بہت سی کاپیاں برادرم عبداللہ صاحب جلد ساز کے ذریعہ طبع ہو کر ہدیہ ناظرین ہو چکی ہیں اور جنھوں نے میری زبان سے سُنا ہے وہ اسکے شیدائی ہیں مگر مقامی جماعتوں کے سکرٹری صاحبان نے جتنا مجھے خیال تھا اسکی اشاعت میں توجہ نہیں کی۔ اگر یہ کاپیاں نکل جائیں تو میں اس رقم جمع شدہ کو کسی ضرورت سلسلہ عالیہ احمدیہ کے نذر کر کے ثواب دارین حاصل کروں اسکے لئے میں ایڈیٹران اخبارہائے احمدیہ کو جن کی فرمائشیں بجز چند مستثنیات کے پورا کرتا ہوں متوجہ کرتا ہوں۔ اور صاحبان سکرٹری انجمنہائے مقامی کی خدمتمیں تحریک کرتا ہوں کہ وہ میرے کلام کو اس شوق اور جذب محبت سے خرید کر کے یا خریدنے کی تحریک کر کے مجھے مشکور فرمائیں اور میرے دل کو اپنی محبت فرمائیں تاکہ انکے خادم کا دل اور ولولۂ عشق کا نمونہ دکھاتا رہے والسلام بالاکرام۔ خاکسار محمد نواب خان ثاقب میرزا خانی مالیر کوٹلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

قرآن شریف کے انگریزی ترجمہ کی خوشخبری

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے دہن مبارک سے

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے یہ مختصر سی تقریر ۲۶ دسمبر ۱۹۱۶ء کو جلسہ کے ایام میں ترجمہ انگریزی کے پارہ اول کے چھپ کر آنے کے وقت فرمائی تھی - (اسسٹنٹ ایڈیٹر)

حضور نے سورہ فاتحہ پڑھ کر فرمایا کہ مومن کے لئے کوئی وقت ایسا نہیں ہوتا جب اسکی زبان اور دل دونوں متفق ہو کر خداتعالیٰ کے حضور شرح صدر سے یہ نہ کہیں کہ الحمد للہ رب العٰلمین - تمام تعریفیں اسی ذات کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے - اور جس کسی کی زبان اور دل کسی وقت بھی یہ نہیں کہہ سکتے وہ کبھی مومن نہیں ہو سکتا - کیوں؟ اسلئے کہ کونسی خوشی ہے دنیا کی - اور کونسا نقصان ہے جہان کا جو انسان پر وارد ہو تو وہ خدا کی حمد سے علیحدہ ہو جائے - کیونکہ تمام نقصان اور تمام تکلیفیں اور تمام دکھ اور تمام رنج انسان کے اپنے ہی اعمال کا نتیجہ ہوتے ہیں - اور تمام نعمتیں اور تمام انعام اور تمام خوشیاں خدا کی عنایت اور شفقت سے ملتی ہیں - بہت سے نقصان ہوتے ہیں جو بڑے بڑے انعامات کا پیش خیمہ ہوتے ہیں - اور بہت سی بلائیں ہوتی ہیں جو اپنے ساتھ بڑی بڑی خوشخبریاں لاتی ہیں اور بہت سی موتیں ہوتی ہیں - جو واقعہ ہو کر بڑے بڑے انسان پیدا کرتی ہیں - بہت انسان ایسے ہوتے ہیں کہ جب انپر مصیبت آئے تو بہت گھبراتے ہیں لیکن نہیں جانتے کہ اس میں ہمارے لئے انعام ہیں - بہت ایسے ہوتے ہیں کہ اگر ان کا لڑکا مر جائے تو روتے اور چلاتے ہیں مگر نہیں جانتے کہ اگر یہ زندہ رہتا تو بڑا ہو کر ابوجہل کا بھائی بنتا - اگر جو کچھ اُسنے بڑا ہو کر بننا ہوتا ہے - وہ ان کی آنکھوں کے سامنے آجائے تو ضرور ہے کہ وہ رونے اور پیٹنے کی بجائے الحمد للہ رب العٰلمین پکار اٹھیں اور اس بات کا بڑا ہی شکر کریں کہ خداتعالیٰ نے ہمیں ایسے لڑکے سے بچایا ہے - غرض کوئی مصیبت خداتعالیٰ کی طرف سے نہیں آتی - جس میں بندوں کے لئے کوئی نعمت نہ ہو - مگر نادان انسان سمجھتا ہے کہ مجھ پر ظلم ہو گیا میں مارا گیا - لیکن یہ سب کچھ تہ بینی کا نتیجہ ہوتا ہے ٭

میں نے بھی الحمد للہ رب العالمین پڑھا ہے - اور اس سے میری ایک غرض ہے - میں نے بتایا ہے کہ اگر انسان کو ہر ایک مصیبت کی اصلیت کا علم ہو جائے تو بہت سے رونے والے الحمد للہ پکار اٹھیں لیکن اگر کسی پر انعام نازل ہو - خدا کی نعمت اُسے ملے تو اسکے لئے دوہرا موقع ہے کہ وہ الحمد للہ رب العالمین کہے - کیونکہ جب ایک رنگ میں مصیبت کو دیکھ کر الحمد للہ رب العٰلمین پکار اٹھتا ہے تو جب اسپر انعام نازل ہو تو پھر کیوں نہ کہے ٭

قرآن شریف جو انسان کے لئے بہت بڑی نعمت اور فضل ہے اُسکے ہوتے ہوئے بھلا مسلمان کسطرح خداتعالیٰ کی ناشکری کر سکتے ہیں - کیونکہ یہ وہ کتاب ہے جو اپنے اندر بڑے بڑے مضبوط دلائل رکھتی ہے - انسانی قلوب میں پیدا ہونے والے تمام وساوس کا جواب ہے - سیدھا اور خوف و خطر سے صاف رستہ بتانے والی ہے - خوشیوں کے سامان اور غموں سے بچنے کی تدابیر بتانے والی ہے - اور پھر یہ وہ کتاب ہے جو خداتعالیٰ تک پہنچاتی اس سے ملاتی اور اس کا محبوب بنا دیتی ہے - اس سے بڑھ کر انسان کے لئے اور کیا نعمت ہو سکتی ہے بہت سے لوگ ہیں جو لاکھوں روپیہ اس غرض کے لئے صرف کرتے ہیں کہ بادشاہ وقت سے ملاقات نصیب ہو جو صرف دنیاوی لحاظ سے سب سے اعلیٰ حاکم ہوتا ہے - لیکن لوگ ہیں کہ اسکے مصافحہ کے لئے بھی لاکھوں روپے خرچ کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں - اس سے اس کتاب کا اندازہ کرو جسکے ذریعہ خداتعالیٰ سے ملاقات نصیب ہو سکتی ہے کہ اس کی کیا قدر و قیمت ہونی چاہیئے - اس کتاب پر تو ہم جس قدر بھی ناز کریں کم ہے اور جسقدر بھی فخر کریں بجا ہے ٭

اس وقت میں آپ لوگوں کو یہ خوشخبری سنانے لگا ہوں کہ ہمنے اس کتاب کا انگریزی میں ترجمہ کروانا شروع کیا ہے کیونکہ دنیا کے پردہ پر بہت سے ایسے لوگ ہیں جو اسے (نعوذ باللہ) لغو سمجھتے ہیں - لیکن اگر جو کچھ اسکے اندر ہے وہ ان کو معلوم ہو جائے تو اس کی اتنی قدر کرنے لگ جائیں کہ جس قدر اور کسی چیز کی ان کی نگاہ میں نہ ہو - دیکھو ایک بچہ چونکہ ہیرے کی حقیقت نہیں جانتا - اس لئے وہ اس کی قدر بھی نہیں کرتا - میں ایک دفعہ بمبئی گیا تھا - وہاں میں نے سنا کہ ایک جوہری کے کچھ ہیرے گر گئے - اور ایک لڑکے نے اٹھا لیے - اور اپنے ہم جماعتوں کے ہاتھ چار چار پیسے پر فروخت کر دیے - ایک جوہری نے ہیروں کو دیکھ کر اُسے کہا کہ یہ مجھے دیدو - میں بہت سے پیسے دونگا لیکن اس نے کہا کہ میں تمہیں نہیں دیتا اپنے ساتھیوں کو دونگا تاکہ وہ انکے ساتھ مجھ سے کھیلیں تم مجھ سے کھیلو گے جو تمہیں دوں تو اس لڑکے نے چار چار پیسے کو ہیرے فروخت کئے - لیکن اگر وہ انکی اصلیت سے واقف ہوتا تو کبھی ایسا نہ کرتا - پس وہ لوگ جنہوں نے قرآن شریف کے معارف کو دیکھا ہی نہیں وہ بھی قرآن کی نہایت ہی کم قیمت لگائیں - اور پیسے کے چار چار قرآن بھی ہمنگے سمجھیں تو کیا تعجب ہے - جس طرح اس بچے کے آگے ہیرے جو ایک اعلیٰ چیز تھی ادنیٰ تھے - اسی طرح قرآن شریف سے جو ناواقف ہیں انکی حالت ہے ایسے لوگوں کو قرآن کے معارف اور حقائق سے واقف کرنے کے لئے ایک مدت سے ہماری جماعت میں خیال تھا کہ انگریزی میں ترجمہ کیا جائے کیونکہ آجکل انگریزی بہت لوگ پڑھتے ہیں اور پھر اہل یورپ کو آگاہ کرنے کے لئے بھی اس زبان میں ترجمہ کرنا ضروری تھا - اس کام کے لئے آج سے کچھ سال پہلے مولوی محمد علی صاحب کو صدر انجمن احمدیہ قادیان نے مقرر کیا تھا اور انہوں نے ترجمہ کیا - لیکن جب یہ اختلاف ہوا تو وہ اس ترجمہ کو یہاں سے لے کر چلے گئے - اور یہ کہا کہ میں اسکو مکمل کرنے کے لئے لے جا رہا ہوں - لیکن جب انکی طرف سے مکمل ہونے کا اعلان ہوا تو ہمنے مانگا - جس کا یہ جواب ملا کہ ہمیں کچھ قانون دانوں نے بتا دیا ہے کہ جو کسی کا کام کرے وہ اس کام پر قبضہ بھی کر سکتا ہے - ہم اس لئے ترجمہ کو نہیں دیتے - جاؤ جو کچھ کر سکتے ہو کرو - اسکے لئے ہمارے سامنے یہ رستہ تھا کہ ہم گورنمنٹ کی عدالت میں جاتے - اور اس بات کا فیصلہ کراتے - لیکن ہمنے سوچا کہ بڑی عدالت کا فیصلہ بھی بڑا ہی ہوتا ہے چنانچہ گورنمنٹ نے جو چیفکورٹ بنائی ہوئی ہے اس کا فیصلہ سب عدالتوں سے بڑا ہوتا ہے تو ہمنے سب سے بڑی عدالت یعنے خداتعالیٰ کے حضور ہی اس کا فیصلہ رکھا - وہی سب سے اچھا فیصلہ کریگا - حضرت خلیفۃ المسیح اول فرمایا کرتے تھے کہ ایک عورت کے زیور ایک چور لے گیا اس نے چور کی شکل چوری کرتے وقت دیکھ لی تھی - ایک دن وہ اپنی گلی میں بیٹھی چرخہ کات رہی تھی کہ وہی چور گذرا - عورت نے اُسے کہا کہ ذرا

میری بات سُن جا۔ وہ اس ڈر کے مارے بھاگا کہ مجھے پکڑ وا نہ دے عورت نے کہا کہ میں تجھے پکڑواتی نہیں بات سُن جا۔ جب وہ ٹھہر گیا تو اُسنے کہا دیکھ تو میرے سب زیور چُرا کرلے گیا تھا۔ لیکن اب میرے ہاتھ میں پہلے سے بھی موٹے کڑے ہیں اور تو وہی پہلی لنگوٹی باندھے ہے۔ سو دوسروں کے مال پر قبضہ کرنا خواہ وہ کتنا ہی ہو برکت نہیں رکھتا ہمنے کہا اگر وہ ہمارے مال کو دبا بیٹھے ہیں تو دبائے رکھیں۔ خدا تعالیٰ ہمیں اور دیدے گا۔ چونکہ مومن کا کام نہیں کہ کسی بات سے مایوس ہو جائے اور ہمّت ہار کر بیٹھ رہے۔ اسلئے ہمنے بھی کوئی پرواہ نہ کی۔ ورنہ اگر کوئی اور جماعت ہوتی جسے خدا تعالیٰ پر یقین نہ ہوتا تو اسکی ہمّت پست ہو جاتی۔ سُنا گیا کہ سر سید احمد اسی غم میں مر گیا تھا کہ کالج کا کچھ روپیہ کسی نے غبن کر لیا تھا لیکن ہمیں بال بھر بھی غم نہیں اور نہ ہُوا ہمنے کہا کہ اسطرح جو ہمارا بیس ہزار گیا ہے یہ یونہی نہیں جائے گا۔ بلکہ اپنے ساتھ بیس لاکھ لائے گا۔ جس طرح ایک کسان جانتا ہے کہ کھیتی میں جو میں بیج ڈال رہا ہوں تو یہ ضائع نہیں کر رہا۔ کیونکہ یہ اپنے ساتھ پھل لائیگا۔ اسی طرح ہمنے بھی اس روپیہ کو بیج سمجھا۔ اور خدا کے حضور اس معاملہ کو عرض کر کے یہ کام خود شروع کر دیا کیونکہ ہمنے سمجھا کہ وہ ترجمہ جس نے اپنے کرنے والے کو کوئی نفع نہیں دیا اس کو اگر ہمنے لے بھی لیا تو ہمیں کیا فائدہ دے سکتا ہے۔ اس لئے ہمنے خود ترجمہ کرنا شروع کر دیا۔ اور چھپنے کے لئے مدراس بھیجدیا۔ اس ترجمہ میں خدا کے فضل و کرم سے ایسی خوبیاں ہیں جو اور کسی انگریزی ترجمہ میں نہیں ہیں۔ اس وقت تک جس قدر انگریزی ترجمے چھپے ہیں۔ انمیں اوّل ساتھ عربی نہیں ہے۔ اور دوم اگر عربی ہے تو خوشخط اور اعلیٰ لکھی ہوئی نہیں ہے۔ لیکن اس میں ان دونوں باتوں کی بہت احتیاط کیگئی ہے۔ اور عربی نہایت خوشخط لکھوائی گئی ہے۔ سوم ایسے کاغذ پر چھپا ہے۔ جس پر اُمید نہیں کہ کوئی چھپا ہو۔ چہارم۔ اس میں بہت سے ایسے مضامین بھی درج کئے گئے ہیں جو آج سے پہلے احمدی جماعت میں بھی شائع نہیں ہوئے۔ پنجم۔ ہمنے عربی الفاظ ... ... کو ساتھ ہی انگریزی لفظوں میں بھی لکھ دیا ہے تاکہ جو عربی نہ جانتا ہو وہ انکو پڑھ کر عربی پڑھ سکے ٭

اسکے متعلق میری بڑی خواہش تھی کہ جلسہ سالانہ تک چھپ جائے کیونکہ جب دوست ایکدوسرے سے ملتے ہیں تو تحفہ دیتے ہیں میںنے کہا کہ جلسہ پر اتنے دوست آئینگے ہم انھیں کیا تحفہ دینگے۔ میںنے دیکھا کہ قرآن شریف ایک اچھا تحفہ ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا تحفہ ہو سکتا ہے۔ اسلئے میںنے پہلے پارہ کے جلسہ تک تیار کرانے پر بہت سا روپیہ خرچ کیا۔ مفتی محمد صادق صاحب تو پہلے ہی چھپوانے کے لئے مدراس گئے ہوئے تھے۔ مولوی شیر علی صاحب کو بھی پروفوں کے پڑھنے کے بھیجدیا گیا۔ لیکن وہاں سے خط آتے کہ جلسہ تک تیار ہونے میں بہت سی مشکلات ہیں۔ چنانچہ ۲۲ر دسمبر کے بعد مطبع کے منیجر نے مفتی صاحب کو کہدیا کہ اب ہم سے یہ کام اس قدر عرصہ میں نہیں ہو سکتا۔ مفتی صاحب نے اُسے کہا کہ آپ ہمیں اجازت دیدیں تاکہ ہم ملازمین سے جلدی کام کرانے کی کوشش کریں اُسنے بڑی خوشی سے اجازت دیدی۔ مفتی صاحب نے مطبع کے ملازمین کو کہا کہ رات کو کام کرو۔ لیکن اُنھوں نے اس لئے انکار کر دیا کہ چونکہ ہمیں اپنے گھروں میں شہر سے باہر کھانا کھانے کے لئے جانا پڑتا ہے۔ اسلئے نہیں کر سکتے۔ مفتی صاحب نے کہا کھانا ہم کھلا دینگے۔ تم کام کرو۔ ۲۳ر تاریخ تک پانچ سو کاپیاں چھپ کر تیار ہو گئیں جو کہ مفتی صاحب لیکر آج ہی یہاں پہنچ گئے ہیں۔ اور یہ ایک کاپی میرے ہاتھ میں ہے۔ جس کو میںنے آپ لوگوں کے لئے تحفہ تیار کیا ہے ٭

یہ تین قسم کا چھپا ہے۔ ایک قسم جو سب سے اعلیٰ ہے بادشاہوں کے نام ارسال کرنے کا ارادہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے۔ دل چاہتا ہے کہ تمام بادشاہوں کو چٹھیاں لکھیں اب چونکہ آپ کی جماعت یہ کام کر رہی ہے جو دراصل آپ ہی کا ہے۔ اسلئے اس کا فرض ہے کہ بادشاہوں کو پہنچائے۔ سو ایک اعلیٰ درجہ کی جلد اور عمدہ کاغذ پر بادشاہوں کو بھیجنے کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ جسکے ساتھ ایک خط بھی بھیجنے کا ارادہ ہے ایک درمیانہ ہے جسکی جلد پہلی جلد سے ادنیٰ ہے اسکی قیمت ۵ر فی پارہ ہے۔ تیسرا بے جلد اور عام کاغذ پر ہے اسکی قیمت ۴ر فی پارہ ہے۔ ہمنے تو اب یہ کام کر دیا ہے۔ اب آپ کا کام ہے کہ اپنے سب دوستوں تک اس کو پہنچائیں۔ میرا دل چاہتا ہے کہ ان سیپاروں کو کثرت سے غیر احمدیوں میں تقسیم کیا جائے اور تمام جماعتیں اپنی اپنی جگہ اسبات کا انتظام کریں کہ خواہ کسی مذہب کے انگریزی خواں ہوں اُنکے ہاتھ یہ سیپارہ فروخت کیا جائے۔ کیونکہ جب وہ قیمت دیکر خریدینگے تو پڑھیں گے بھی۔ اور یہ کام وہ لوگ بھی کر سکتے ہیں جو آن پڑھ ہیں کہ خریدار مہیا کریں۔ اور جس کسی کو ان کے ذریعہ فائدہ ہو گا اس میں یہ بھی شریک ہونگے۔ پس جو لوگ تبلیغ نہیں کر سکتے اُنکے لئے بھی خدا تعالیٰ نے یہ موقع پیدا کر دیا ہے کہ اسطرح بھی وہ ثواب حاصل کریں جو بڑے بڑے لیکچرار لیکچروں سے حاصل کرتے ہیں ٭

پس ہر ایک انجمن کے سکرٹری مشورہ کر کے دفتر ترقی اسلام میں اطلاع دیں کہ وہ اسکے فروخت کرنے کا کیا انتظام کر سکتے ہیں اور کس قدر نسخے فروخت کرینگے۔ اسطرح بہت اشاعت ہو جائیگی میرا منشاء ہے کہ یہ جسقدر تعداد میں چھپوایا ہے۔ وہ ہندوستان میں ہی تقسیم ہو جائے اور ولایت کی مفت اشاعت کے لئے ہمیں اور چھپوانا پڑے۔ خدا تعالیٰ ہماری جماعت کو اس تبلیغ کے موقع سے فائدہ اُٹھانے کی توفیق دے ٭ آمین

نئی تصانیف

انتخاب خلافت ۔ یہ مختصر سا رسالہ جناب منشی برکت علی صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ شملہ نے تصنیف فرمایا ہے۔ اسمیں انہوں نے مسئلہ خلافت کے متعلق بہت سے معاملات پر روشنی ڈالی ہے۔ اور پیغامیوں پر بہت عمدہ طور پر حجّت تمام کی ہے۔ چونکہ منشی صاحب موصوف کی غرض اس رسالہ کی اشاعت سے صرف یہ ہے کہ کوئی بھولا بھٹکا بھائی سیدھے راستہ پر آجائے۔ اور پیغامیوں کے دام سے نکل جائے اسلئے انہوں نے اس کا اجر خدا تعالیٰ پر رکھ کر مُفت تقسیم فرمایا ہے۔ احباب بیرونجات کو چاہیئے کہ وہ خود اس رسالہ کو منگوا کر پڑھیں اور غیر مبایعین میں تقسیم کریں تاکہ کوئی سعید رُوح فائدہ اٹھائے اور جناب منشی صاحب کے لئے ثواب کا موجب ہو۔ رسالہ کی ضخامت ۲۴ صفحہ ہے اسلئے جو احباب منگانا چاہیں وہ فی رسالہ ۔ کے ٹکٹ برائے محصول ڈاک بھیجکر دفتر اخبار الفضل قادیان سے منگوالیں اور غیر مبایعین میں تقسیم کریں

پیغام مسیح ۔ یہ وہ زبردست اور لاجواب تقریر ہے جو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۱ر جولائی ۱۹۱۵ء کو بمقام لاہور ایک ایسے پبلک جلسہ میں فرمائی تھی جسمیں تمام مذہب و ملت کے لوگ موجود تھے۔ اور جو اس تقریر کو سُنکر محو حیرت نظر آرہے تھے۔ اس میں مذہب اسلام کی فضیلت کو ایک نہایت عجیب رنگ میں ثابت کیا ہے اور بالآخر تمام اہل مذاہب کو اسمیں صلح اور آشتی رکھنے کا طریق بتایا گیا ہے یہ تقریر انجمن ترقی اسلام قادیان نے چھپوا کر شائع کی ہے جو ۲۰×۲۶ کے ۲۶ صفحہ پر ختم ہوئی ہے۔ قیمت نہایت قلیل یعنی ۲ر فی کاپی ... اس غرض سے رکھی گئی ہے تاکہ احباب بکثرت خرید کر لوگوں میں تقسیم کریں ٭

ہمارے مطالبات

حضرت فضل عمر کے رونق افروز

خلافت ہونے سے آجتک منکرین کے مقابل ادہر سے کثیر التعداد مطالبات ایسے ہو چکے ہیں جکا ان سے تا قیامت جواب بن پڑنا غیر ممکن ہے مگر اللہ رے ہوشیاری! انہیں صاف نظر انداز کرتے اور ہمیشہ انہی باتوں کو لیتے ہیں جن میں کچھ نہ کچھ قیل وقال کی گنجائش ہو۔ اچھا باریک بحثوں اور پیچ در پیچ مسائل علمی کو جانے دیں لیجیے ہم آج نئے سرے سے چند موٹی موٹی باتیں پیش کرتے ہیں معاندین خلافت میں سے کوئی صاحب ازراہ خدا ترسی انہی کا جواب شافی دیں۔ (۱) مسیح موعودؑ احمد نہیں تو پھر آپ کی جماعت احمدی کس طرح کہلا سکتی ہے؟ (ب) آپ کی اولاد کے متعلق خدا تعالیٰ کے بڑے بڑے شاندار وعدے کیا معاذ اللہ سب اکارت گئے؟ اگر ہاں تو پھر آپ کی صداقت اور تمام دعاوی کے مجروح ہونے میں کیا کلام ہو سکتا ہے؟ (ج) مرکزی مہمات دین کے سارے دخیل کار اور اکثر و بیشتر سابقون الاولون معاذ اللہ گمراہ و تباہ کار ہو گئے تو پھر بانی سلسلہ کی سچائی میں سے کیا باقی رہگیا؟ اور اس کی ناکامی میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ (د) مسیح موعود کا انکار ایمان و اسلام کے منافی نہیں تو اسے ماننے کی ہی کیا حاجت؟ اور اس کی بعث ہی کیوں نہ خدا کا ایک فعل عبث سمجھا جائے و معاذ اللہ منہا۔ (لا) اگر خدا کے برگزیدوں کا محض ادب واجب اور فرق مراتب پیر پرستی و گدی پرستی ہے تو پھر وجاہت پرستوں کا اپنے متعدد ممدوحوں کی خوشامد میں ہمارے ایک اک ادب قاعدہ کی نقالی کہاں کی شان توحید پرستی ہے اور کیوں خواہ مخواہ ہر کس و ناکس کے نام پر "حضرت" کا اضافہ کیا جاتا ہے (و) خدا کے فرستادہ کی رحلت سے لاہور اگر مدینہ بنگیا تو مکہ کی لازوال عظمت اور مرکزی حیثیت کو کس دلیل سے مٹاتے ہو؟ (ز) ذریت کے متعلق بشارات تو کہیں صدیوں بعد جا کے پوری ہونگی لہذا قادیان والے معاذ اللہ حق پر نہیں تو پھر خدا جانے کن کن ترغیبات کے پھیر میں آکر کثرت اغیار میں مدغم ہونے اور سلسلہ کی خصوصیات پر پانی پھیرتے والے کدہر سے احمدؑ آخر زمان کے نام لیوا رہ گئے! (ح) مانا کہ اس عرصہ میں ہمارے قلم بھی کچھ کمی نہیں کرتے رہے۔ مگر ایسے نازک وقت میں کمی کرتے تو خدارا تم ہی بتاؤ کہ تمہارے بیشمار اتہاموں اور مغالطوں سے جو زہریلا اثر پیدا ہوتا اس کا تریاق کہاں سے آتا؟ (ط) ہم تو اب بھی کہتے ہیں کہ تمام فضیحت خیز نزاعوں کو ایک دم ڈہانک کے رکھدیں اور چپ چاپ امن و آشتی سے اپنا اپنا کام کئے جائیں۔ ابھی پچھلے ہی مہینے کی بات ہے کہ ہماری طرف سے اس تجویز کے متعلق تم پر کما حقہ حجت تمام کی گئی مگر تم نے اسے بالکل ٹالدیا (ی) یہی حال طے شرائط بحث میں ہوا۔ پھر کمال یہ کہ ہم پر ہی فرار کا الزام۔ یارو اسی کا نام خدا ترسی اور مسلمانی ہے؟ (ک) ہمیں محمودی کہا جاتا ہے۔ گو خدا کے فضل سے یہ بھی اک مبارک ہی نام ہے لیکن کیا اس سے تمہارا مدعا یہ نہیں کہ ہم احمدی نہیں ہیں؟ (ل) ہمارے امام محترم کو تم نے غاصب قرار دیا حالانکہ خلافت اسے خود خدا نے دی (کیونکہ وہی خلیفے بناتا ہے) اور ہزارہا افراد جماعت کی گردنیں اس کے آگے جھکا دیں۔ اور یہ شروع شروع کے گنے دنوں میں ہوا اور اب تو ماشاء اللہ لاکھوں اس کی غلامی کو اپنا فخر سمجھتے ہیں مگر ہماری کئی ہزار کی مالیت کا ترجمہ اور ذخیرہ کتب جو آپ کے امیر صاحب لے کے بیٹھ رہے اسے کیا کہتے ہیں؟ دوستو خوف خدا اور شرم و حیا بھی کوئی چیز ہے؟

غرض ایک بات ہو تو گنائیں یہاں تو موٹے موٹے مطالبات بھی بیسیوں نکلے چلے آتے ہیں قطع نظر صدہا علمی مطالبات کے۔ مگر تم اور تمہارے "اکابر" نے ان میں سے کسی ایک کا بھی تشفی بخش جواب اس وقت تک نہیں اور نہ تم سے قیامت تک دیا جائے۔

(واقف)

وی پی آتے ہیں

جن احباب کی قیمت یکم جنوری ۱۹۱۶ء سے ختم ہو چکی ہے۔ ان کی خدمت میں جلدی وی پی کئے جائینگے احباب وصول فرما کر مشکور فرما دیں۔

خاکسار

منیجر

فہرست نو مبائعین

احمد الرحمن۔ چٹاکانگ

والدہ حسن علیشاہ۔ سیالکوٹ

جھنڈا ″

حافظ جمال الدین۔ لائل پور

میاں خان محمد۔ پترہ بنگال

منشی محمد یوسف علی۔ ″

سید علی۔ ″

منشی خالو ″

میاں چاند علی

اہلیہ ثانی خانصاحب عالمگیر خانصاحب پشاور

بھاوج ″ ″

بھتیجی ″ ″

ماسٹر غیاث الدین پترہ بنگال

اہلیہ منشی اللہ بخش۔ فیروز پور

نبی بخش۔ لائل پور

خوشی محمد۔ ″

سماۃ جینا۔ ″

زینب۔ ″

رحمت۔ ″

محمد مقبول۔ گجرات

رابعہ لائل پور

عظمت ″

محمد لطیف گوجرہ

امام الدین خان۔ بھوپال

اہلیہ محمد عبد اللہ۔ سیالکوٹ

عبد اللہ۔ لائل پور

اہلیہ مولوی محمود خان گجرات

دختر ″ ″

امام الدین۔ ہوشیارپور

محمد صادق علی۔ لاہور

مولوی اللہ بخش۔ ڈیرہ غازیخان

محمد ہاشم خان۔ پشاور

محمد تقی۔ جالندھر

محمد شفیع۔ کشمیر

حافظ احمد الدین۔ گوجرانوالہ

عبد الکریم۔ مدراس

شیخ غلام احمد۔ کشمیر

مولا داد۔ گجرات

برکت علی۔ جالندھر

میزان ۳۹